اسلام کا
قانونِ طلاق

اور اس کا ناجائز استعمال

www.KitaboSunnat.com

تالیف

(ڈاکٹر) حافظ محمد اسحاق زاہد

ناشر

مکتبہ حسین محمد، مسجد علی المرتضیٰ۔ نور روڈ، صدیقیہ کالونی بادامی باغ، لاہور۔

فون نمبر: 37281350

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا

قانونِ طلاق

اور اس کا ناجائز استعمال

تالیف

(ڈاکٹر) حافظ محمد اسحاق زاہد

ناشر

حاجی محمد رفیق صابر (مکتبہ حسین محمد)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشاعت کے دائمی حقوق بحقِ مؤلف محفوظ ہیں

❖ نامِ کتاب: اسلام کا قانون طلاق اور اس کا ناجائز استعمال

❖ مصنف: ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد

❖ کمپوزنگ: مؤلف کتاب

❖ طبع سوم: 2013

❖ تعداد: 1100

❖ ناشر: حاجی محمد رفیق صابر (مکتبہ حسین محمد)

❖ ملنے کا پتہ ❖

حاجی محمد انور شاہد: 0300-4241763

حافظ محمد اکرام: 0321-8408297

مکتبہ حسین محمد، مسجد علی المرتضیٰ۔ نور روڈ، صدیقیہ کالونی بادامی باغ، لاہور۔

فون نمبر: 37281350

Contact: Email to: hmishaq68@gmail.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینۂ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	تقدیم	6
۲	نکاح کی اہمیت	8
۳	بیوی باعث راحت وسکون	9
۴	نیک بیوی سعادتمندی کی نشانی	10
۵	نیک بیوی بہترین سرمایہ	11
۶	نکاح ایک پختہ عہد	11
۷	خاوند بیوی کے حقوق	12
۸	طلاق کے واقعات کیوں بکثرت ہورہے ہیں؟	14
۹	طلاق کے اسباب اوران کا حل	15
۱۰	① گناہ اور برائیاں	15
۱۱	② شادی سے پہلے ہونے والی بیوی کو نہ دیکھنا	16
۱۲	③ شکوک وشبہات اور بدگمانیاں	17
۱۳	④ غیرت میں افراط وتفریط	19
۱۴	⑤ مردانگی کا بے جا اظہار اور بدسلوکی کا مظاہرہ	20
۱۵	⑥ خاوند کی نافرمانی	22
۱۶	⑦ بے انتہاء ملامت اور شدید تنقید	24
۱۷	⑧ خرچ کرنے میں بے اعتدالی	25
۱۸	⑨ فطری ضرورت کا پورا نہ ہونا	26
۱۹	⑩ عورت کی زبان درازی	27
۲۰	⑪ لوگوں کی بے جا مداخلت	28
۲۱	⑫ تعدد ازواج	29
۲۲	⑬ مرحلہ وار اقدامات سے صرف نظر کرنا	30
۲۳	⑭ ساس اور بہو کی لڑائی	32

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۴	⑮ ماں باپ کی بے جا ضد	33
۲۵	طلاق کے برے اثرات اور خطرناک نتائج	35
۲۶	اسلام کا قانون طلاق	37
۲۷	① طلاق ایک سنجیدہ معاملہ ہے	39
۲۸	② طلاق مرد کے ہاتھ میں ہے	40
۲۹	③ طلاق کون دے سکتا ہے؟	41
۳۰	④ طلاق کے الفاظ	41
۳۱	⑤ طلاق کی مختلف صورتیں	42
۳۲	⑥ حیض میں طلاق دینا حرام ہے	43
۳۳	⑦ جس طہر میں مجامعت ہو چکی ہو اس میں بھی طلاق دینا حرام ہے	43
۳۴	⑧ طلاق رجعی کے بعد بیوی کو گھر سے نکالنا حرام ہے	44
۳۵	⑨ اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام ہے	46
۳۶	⑩ طلاق دینے کا صحیح طریقہ	47
۳۷	⑪ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کرنا	50
۳۸	اجماع کے دعوے کی حقیقت	53
۳۹	کویت کی وزارت اوقاف کا فتوی	55
۴۰	طلاق ثلاثہ کے بارے میں سعودی علمائے کرام کے فتوے	57
۴۱	حلالہ......ایک ملعون فعل	63
۴۲	خلع کی اہمیت وضرورت	67
۴۳	عدت کے احکام	69
۴۴	عدت کی اقسام	69
۴۵	عدت گذارنے کی جگہ	71

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان الٰہی ہے :

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ☆ وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾ [النساء:۳۴۔۳۵]

ترجمہ: ’’ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے اور اس لئے بھی کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ لہذا نیک عورتیں وہ ہیں جو فرمانبردار اور ان کی غیر موجودگی میں اللہ کی حفاظت میں (مال و آبرو کی) حفاظت کرنے والی ہوں۔ اور جن بیویوں سے تمھیں سرکشی کا اندیشہ ہو انھیں سمجھاؤ۔ (اگر نہ سمجھیں) تو خواب گاہوں میں ان سے الگ رہو۔ (پھر بھی نہ سمجھیں) تو انھیں مارو۔ پھر اگر وہ تمھاری بات قبول کر لیں تو خواہ مخواہ ان پر زیادتی کے بہانے تلاش نہ کرو۔ یقیناً اللہ بلند رتبہ اور بڑی شان والا ہے۔ اور اگر تمھیں ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد کے گھر والوں کی طرف سے اور ایک عورت کے گھر والوں کی طرف سے مقرر کرو۔ اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالی دونوں میں ملاپ کرا دے گا۔ اللہ تعالی یقیناً سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔‘‘

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیم

قارئین کرام!

ایک مسلم خاندان کی ابتداء 'نکاح' سے ہوتی ہے۔اور اسلام میں ایسے اقدامات تجویز کیے گئے ہیں جو اِس مقدس رشتے کی بقاء کی ضمانت دیتے اور اسے دوام بخشتے ہیں۔ یہ رشتہ اِس قدر عظیم ہے کہ اس میں منسلک ہونے کے بعد ایک جوڑا جس میں اس سے پہلے کوئی شناسائی نہیں ہوتی ،ایک دوسرے سے بے پناہ پیار ومحبت کا اظہار کرتا اور ان میں سے ہر ایک ہر خوشی وغمی میں دوسرے کا زندگی بھر کا ساتھی بن جاتا ہے۔ان کا باہمی تعلق اِس قدر لطیف ہے کہ قرآن مجید نے دونوں کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔تاہم بعض اوقات یہ عظیم رشتہ مکدر ہو جاتا ہے،اس میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور الفت ومحبت کی جگہ نفرت وکدورت آجاتی ہے۔

اسلام نے اس کا بھی علاج بتایا ہے۔لیکن ضروری نہیں کہ ہر جوڑے کیلئے وہ علاج کارگر ثابت ہو۔جس جوڑے کیلئے وہ علاج مفید ثابت نہیں ہوتا اور ان کے مابین تعلقات خوشگوار رکھنے کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں تو آخر کار اسلام اجازت دیتا ہے کہ 'طلاق' کے ایک متعین طریقۂ کار پر عمل کرتے ہوئے وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔شاید کہ جدائی کے بعد اللہ تعالی ان کیلئے خوشگوار زندگی کا کوئی اور سبب بنا دے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ 'طلاق' نہایت ہی مجبوری کی حالت میں دی جا سکتی ہے۔لیکن آج جب ہم اپنے معاشرے میں 'طلاق' کے بڑھتے ہوئے واقعات دیکھتے اور اس کے متعلق اعداد وشمار کا جائزہ لیتے ہیں تو ایک خطرناک تصویر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ میں نے بعض اسلامی ملکوں میں اعداد وشمار اکٹھے کیے تو میں حیران رہ گیا کہ 'طلاق' کے واقعات اِس قدر زیادہ ہو رہے ہیں! اس کی ایک خطرناک جھلک آپ بھی دیکھ لیں۔

۲۰۰۵ کے دوران سعودی عرب میں 24 ہزار خواتین کو طلاق دی گئی اور ۲۰۰۸ کے دوران اوسطاً 79 عورتوں کو ہر روز طلاق سے دوچار ہونا پڑا۔ مصر میں کچھ عرصہ پہلے کے اعداد وشمار کے مطابق 240 عورتیں روزانہ طلاق کا شکار ہوئیں۔ یعنی ہر چھ منٹ میں طلاق کا ایک کیس رجسٹرڈ کیا گیا! کویت میں ۲۰۰۳ کے دوران 4351 خواتین کو طلاق دی گئی ! ان اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں نے 'طلاق' کو ایک مذاق سا بنا لیا ہے۔ حالانکہ اس میں سنجیدگی کے ساتھ انتہائی غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کتاب میں ہم نے 'طلاق' کے بڑھتے ہوئے واقعات کے اسباب کو تلاش کرنے اور ان کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کے قانونِ طلاق کو قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح کرنے کی سعی کی ہے تاکہ اس کا ناجائز استعمال روکا جا سکے اور اسے اس کی شرعی حدود میں ہی استعمال کیا جا سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پاکیزہ اور خوشگوار ازدواجی زندگی نصیب کرے اور ہم سب کو دنیا وآخرت کی ہر بھلائی عطا کرے۔ آمین

حافظ محمد اسحاق زاہد (کویت) ۶/جنوری/۲۰۱۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نکاح کی اہمیت

فطری طور پر مرد و عورت ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ اور دونوں کی بعض فطری خواہشات بھی ہیں جنھیں پورا کرنے کیلئے وہ ایک دوسرے کے ضرورتمند ہوتے ہیں۔ تاہم انھیں یہ آزادی نہیں دی گئی کہ وہ جیسے چاہیں، جہاں چاہیں اور جب چاہیں اپنی خواہش کی تکمیل کر لیں۔ بلکہ اس کیلئے اسلامی شریعت میں ایک متعین طریقۂ کار بتایا گیا ہے جسے نکاح کہا جاتا ہے۔ 'نکاح' کے ذریعے ان دونوں کے درمیان ایک مقدس رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ 'نکاح' کے ذریعے وہ ایک دوسرے کے رفیقِ حیات بن جاتے ہیں۔ 'نکاح' کے ذریعے ان کے مابین پاکیزہ محبت اور حقیقی الفت پر مبنی ایک عظیم رشتہ معرضِ وجود میں آجاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کی ازدواجی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اور پھر وہ مفادات سے بالاتر ہو کر ایک دوسرے کے دکھ درد کے ساتھی بن جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی اور ایک کی تکلیف دوسرے کی تکلیف ہوتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کے ہمدرد و غم گسار بن کر باہم مل کر زندگی کی گاڑی کو کھینچتے رہتے ہیں۔ مرد اپنی جدوجہد کے ذریعے پیسہ کما کر اپنی، اپنی شریک حیات اور اپنے بچوں کی ضرورتوں کا کفیل ہوتا ہے۔ اور بیوی گھریلو امور کی ذمہ دار، اپنے خاوند کی خدمت گذار اور اسے سکون فراہم کرنے اور بچوں کی پرورش کرنے جیسے اہم فرائض سے عہدہ برآ ہوتی ہے۔

نکاح کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اسے رسول اکرم ﷺ نے آدھا دین قرار دیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ)

''ایک بندہ جب شادی کر لیتا ہے تو وہ آدھا دین مکمل کر لیتا ہے۔اس لئے اسے باقی نصف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔''

دوسری روایت میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

(مَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ امْرَأَةً صَالِحَةً فَقَدْ أَعَانَهُ عَلٰى شَطْرِ دِيْنِهٖ ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي الشَّطْرِ الْبَاقِيْ) [صحيح الترغيب و الترهيب للألباني:١٩١٦]

''جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نیک بیوی دے دے تو اس نے گویا آدھے دین پر اس کی مدد کر دی۔لہذا وہ باقی نصف دین میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔''

اس حدیث میں ''نیک بیوی'' کا ذکر ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نیک بیوی عطا کر دے تو گویا اس نے اس کیلئے آدھا دین آسان فرما دیا اور اس پر عملدر آمد کیلئے اس نے اس کی مدد کر دی۔

بیوی باعثِ راحت وسکون

بیوی اپنے خاوند کے سکون کا سبب اور اس کی راحت کا باعث بنتی ہے اور ان دونوں کے درمیان جس طرح محبت ہوتی ہے اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی کے طور پر ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَيۡهَا وَ جَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّ رَحۡمَةً ﴾[الروم :٢١]

''اوراس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرسکو۔ اوراس نے تمھارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خاوند بیوی کے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی ہے جس کی بدولت وہ ایک دوسرے کو چاہتے ہیں، ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرتے ہیں، ایک دوسرے کی رائے کو اہمیت دیتے ہیں اور ہر طرح سے ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں۔ اور یہ محبت وہمدردی ایسی ہے کہ جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادگرامی ہے: (لَمْ يُرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلُ النِّكَاحِ)

''نکاح کرنے والے جوڑے کے درمیان جو محبت ہوتی ہے اس جیسی محبت کسی اور جوڑے میں نہیں دیکھی گئی۔'' [صحيح الجامع للألباني : ٥٢٠٠ ، السلسلة الصحيحة : ٦٢٤]

نیک بیوی سعادتمندی کی نشانی

نیک بیوی کا حصول یقیناً بہت بڑی نعمت ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے نیک بیوی کو انسان کی سعادتمندی کی دلیل قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشادگرامی ہے: (أَرْبَعٌ مِنَ السَّعَادَةِ : اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ، وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ ، وَالْجَارُ الصَّالِحُ ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيْءُ) [صحيح الترغيب و الترهيب للألباني :١٩١٤]

''چار چیزیں سعادتمندی سے ہیں: نیک بیوی، کشادہ گھر، نیک پڑوسی اورآرام دہ سواری۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک بیوی بہترین سرمایہ

رسول اللہ ﷺ نے دیندار اور نیک بیوی کو بہترین خزانہ قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ مَا يُكْنَزُ ؟ اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ، إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ ، وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ ، وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ) [ابوداؤد:١٦٦٤]

''کیا میں تمھیں بہترین خزانے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ ہے نیک بیوی۔ جب اس کا خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کردے۔ اور جب وہ گھر میں موجود نہ ہو تو وہ اس کی (عزت کی) حفاظت کرے۔ اور جب وہ اسے کوئی حکم دے تو وہ فرمانبرداری کرے۔''

نکاح ایک پختہ عہد....... اِس عہد کو کیسے قائم رکھیں؟

'نکاح' کے ذریعے مرد و عورت رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوتے ہیں۔ یہ رشتہ ان دونوں کے مابین ایک پختہ عہد ہوتا ہے۔ مرد یہ عہد کرتا ہے کہ وہ اپنی ہونے والی بیوی کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوگا اور اس کے تمام حقوق کی پاسداری کرے گا۔ عورت یہ عہد کرتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے گی، اس کی خدمت کرکے اسے سکون باہم پہنچائے گی اور اس کے گھر اور ان کے ہاں ہونے والی اولاد کی پرورش کرے گی۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾ [النساء:21]

''وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں۔''

خاوند بیوی کے مابین ازدواجی رشتہ تبھی کامیابی کے ساتھ قائم رہ سکتا ہے کہ وہ دونوں ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سے کئے ہوئے عہد کا پاس کریں۔

اسی طرح کامیاب وخوشگوار ازدواجی زندگی کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ خاوند بیوی دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کریں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کرے۔ نہ خاوند بیوی کی حق تلفی کرے اور نہ بیوی خاوند کے حقوق مارے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾

[البقرة:۲۲۸]

”اور عورتوں کے (شوہروں پر) عرفِ عام کے مطابق حقوق ہیں جس طرح شوہروں کے ان پر ہیں۔ اور مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔“

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خاونداور بیوی دونوں ہی کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا:

(أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا ، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا)

”خبردار! بے شک تمھاری بیویوں پر تمھارا حق ہے اور تم پر تمھاری بیویوں کا حق ہے۔“

[صحيح الترغيب و الترهيب للألباني:۱۹۳۰]

خاوند بیوی اگر ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کرتے رہیں تو یقینی طور پر ان کی ازدواجی زندگی انتہائی اچھے انداز سے گذر سکتی ہے۔ یہاں ہم زوجین کو یاددہانی کیلئے ان کے حقوق کی طرف اشارہ کردیتے ہیں۔

خاوند بیوی کے مشترکہ حقوق:

① نکاح کے وقت طے کردہ جائز شرائط کو پورا کرنا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② ایک دوسرے کی فطری ضرورت کو پورا کرنا۔

③ اپنے ازدواجی تعلقات کو صیغۂ راز میں رکھنا۔

④ حقِ وراثت، یعنی دونوں کو ایک دوسرے کا وارث بننے کا حق حاصل ہے اور وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔

خاوند کے بیوی پر چند اہم حقوق :

① خاوند کی ہر حال میں فرمانبرداری کرنا۔ ہاں اگر خاوند کسی غیر شرعی کام کا حکم دے تو اس میں اس کی فرمانبرداری کرنا درست نہیں ہے۔

② خاوند کی خدمت کرنا۔

③ خاوند کے مال اور جائیداد کی حفاظت کرنا۔ اسی طرح اس کی عزت وناموس پر حرف نہ آنے دینا۔

④ بیوی اپنے خاوند کے گھر میں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔

⑤ بیوی اپنے خاوند کی شکرگزار رہو۔

⑥ خاوند کا بیوی پر ایک حق یہ ہے کہ وہ اس کیلئے زیب وزینت اختیار کرے۔

⑦ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔

⑧ بیوی اچھے انداز سے اولاد کی تربیت کرے۔

بیوی کے خاوند پر چند اہم حقوق:

① خاوند اپنی بیوی کو حق مہر اداء کرے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② خاوند اپنی بیوی کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہے۔

③ خاوند اپنی بیوی سے اچھے انداز سے بود وباش رکھے اور اس سے اچھا سلوک کرے۔

④ بیوی کو حقِ خلع بھی حاصل ہے۔

⑤ بیوی کا خاوند پر ایک حق یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کی عزت کی حفاظت کرے اور اسے ہر ایسی چیز سے محفوظ رکھے جو اس کی عفت وعصمت کو داغدار کرسکتی ہو۔

⑥ خاوند اپنی بیوی کو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ کرے اور اسے ضروری احکام ومسائل کی تعلیم دے یا تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ دے۔

⑦ اگر کسی کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان کا خاوند پر ایک حق یہ ہے کہ وہ ان کے درمیان انصاف کرے اور کسی کو ظلم وزیادتی کا نشانہ نہ بنائے۔

طلاق کے واقعات کیوں بکثرت واقع ہورہے ہیں؟

ہم اپنے معاشرے کا بغور جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ اِس عظیم رشتہ کو باوجود اس کے عظیم فوائد کے اسے قائم رکھنے میں کامیاب نہیں ہو پاتے۔ اور طلاق کے واقعات ہیں کہ بکثرت واقع ہورہے ہیں اور رفتہ رفتہ بڑھتے ہی جارہے ہیں۔ بسا اوقات معمولی معمولی باتوں پر نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے۔ اور ہنستا بستا گھر برباد ہوجاتا ہے۔

آیئے سب سے پہلے یہ جاننے کی کوشش کریں کہ آخر طلاق کے اسباب کیا ہیں؟ اور کیوں اِس طرح کے واقعات بڑھتے جارہے ہیں؟ صرف اسباب ہی نہیں بلکہ یہ بھی معلوم کریں کہ شریعت میں ان اسباب کا حل کیا ہے اور وہ کونسے امور ہیں کہ اگر ان کا لحاظ کیا جائے تو طلاق کے بڑھتے ہوئے واقعات رک سکتے ہیں!

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق کے اسباب اور ان کا حل

ویسے تو طلاق کے اسباب بہت زیادہ ہیں لیکن ہم یہاں چند اہم اسباب کا تذکرہ کر کے ان کا حل بھی بتائیں گے تاکہ ایسے اسباب پیدا ہی نہ ہوں جن کے نتیجے میں زوجین کے درمیان علیحدگی ہو جائے۔

❶ گناہ اور برائیاں

پہلا سبب زوجین کی بے راہ روی اور ان کا گناہوں اور برائیوں میں لت پت ہونا ہے جن کی نحوست سے ان کے مابین محبت اور الفت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ پھر ناچاقی، نفرت اور عداوت شروع ہو جاتی ہے۔ اور آخر کار نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾

[الشوری: ۳۰]

''اور تمہیں جو مصیبت آتی ہے تمھارے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے آتی ہے۔ اور وہ بہت سے گناہوں کو تو ویسے ہی معاف کر دیتا ہے۔''

طلاق یقیناً ایک بہت بڑی مصیبت ہے جس کی وجہ سے پورا خاندان برباد ہو جاتا ہے۔

حل: اس کا حل یہ ہے کہ زوجین اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں، گناہوں اور برائیوں سے پرہیز کریں۔ اور اب تک جو گناہ کئے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ سے سچی معافی مانگیں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ راضی ہوگا تو زوجین بھی آپس میں ایک دوسرے سے راضی رہیں گے اور ان کی زندگی خوشی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذرے گی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :﴿وَّ اَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤۡتِ كُلَّ ذِىۡ فَضۡلٍ فَضۡلَهٗ ؕ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ كَبِيۡرٍ﴾[ھود:۳]

''اور یہ کہ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، پھر اس کی جناب میں توبہ کرو۔تو وہ تمہیں ایک محدود وقت (موت) تک عمدہ عیش وآرام کا فائدہ نصیب کرے گا۔اور ہر کارِ خیر کرنے والے کو اس کا اجر وثواب دے گا۔اور اگر تم منہ پھیر لو گے تو مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں بڑے دن (روزِ قیامت) کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

'عمدہ عیش وآرام' میں زوجین کے مابین خوشگوار تعلقات بھی شامل ہیں۔

۲ شادی سے پہلے ہونے والی بیوی کو نہ دیکھنا

بعض لوگ جلد بازی کرتے ہوئے محض کسی کے کچھ کہنے یا کسی کے دیکھنے پر اکتفاء کر لیتے ہیں اور اپنی ہونے والی بیوی کو خود نہیں دیکھتے یا اس کے اور اس کے گھر والوں کے بارے میں مکمل معلومات نہیں لیتے۔اس کے برعکس اس کے بارے میں غلط معلومات کی بناء پر بعض غلط اندازے لگا لیتے ہیں جو شادی ہونے کے بعد درست ثابت نہیں ہوتے، یا ایسی توقعات وابستہ کر لیتے ہیں جو بعد میں پوری نہیں ہوتیں۔اور آخر کار نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔

حل: شادی سے پہلے اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھ لینا چاہئے اور اس کے اور اس کے گھر والوں کے بارے میں درست معلومات بھی حاصل کر لینی چاہییں تاکہ بعد میں پچھتاوا نہ ہو۔

رسول اکرم ﷺ نے ہونے والی بیوی کو دیکھنے کا حکم دیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک عورت سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تو وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہوئے اور انھیں اِس سے آگاہ کیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: (إِذْهَبْ فَانظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَن يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا)

''تم جاؤاوراسے دیکھو کیونکہ اِس طرح تمھارے درمیان محبت زیادہ دیر تک رہے گی۔''

چنانچہ وہ گئے اور اُس عورت کے والدین کو آگاہ کیا کہ وہ اس سے شادی کرنے کا خواہشمند ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بارے میں بھی انھیں بتایا۔تو ایسے محسوس ہوا کہ جیسے انھیں یہ بات بری لگی ہے۔لیکن وہ عورت سن رہی تھی تو اس نے کہا: اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھنے کا حکم دیا ہے تو تم ضرور مجھے دیکھو۔یا پھر میں تمھیں قسم دیتی ہوں (کہ تم مجھے دیکھو) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے دیکھا، پھر اس سے شادی کرلی۔تو میرے اور اس کے درمیان بڑی محبت تھی۔

[ابن ماجہ:۱۸۶۶،ترمذی:۱۰۸۷۔ قال الألباني : صحيح]

③ شکوک وشبہات اور بدگمانیاں

شکوک وشبہات اور بدگمانیوں کی بناء پر زوجین کے درمیان باہمی تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے اور نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے۔بعض لوگ تو بے انتہاء شک وشبہ اور بدگمانی میں مبتلا رہتے ہیں اور بے بنیاد اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہی بدگمانی کرلیتے ہیں۔اور بغیر کسی ثبوت یا دلیل کے محض سنی سنائی باتوں پر ہی یقین کرکے وہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے درمیان تعلقات میں دراڑیں پیدا کرلیتے ہیں۔پھر اتنی بداعتمادی پیدا ہوجاتی ہے کہ مرد طلاق دینے کا پختہ عزم کرلیتا ہے یا بیوی اپنے خاوند سے بار بار طلاق کا مطالبہ شروع کردیتی ہے۔

حل: اس کا حل یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔بلاوجہ بدگمانی نہ کریں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دونوں ایسی چیزوں سے پرہیز کریں جن کی بناء پر ان میں شکوک وشبہات پیدا ہوں۔

اللہ تعالی نے اہل ایمان کو بہت زیادہ گمان کرنے اور تجسس سے منع کر دیا ہے۔

اس کا فرمان ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا﴾[الحجرات:۱۲]

''اے ایمان والو! تم زیادہ گمان کرنے سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہے۔اور جاسوسی نہ کیا کرو۔''

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ ، وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا ....)[البخاری:۶۰۶۶، مسلم:۲۵۶۳]

''تم بدگمانی کرنے سے بچو کیونکہ یہ سب سے جھوٹی بات ہے۔اور تم چوری چھپے کسی کی بات نہ سنا کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کے عیب تلاش کیا کرو.....''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی (جس کا نام ضمضم بن قتادہ رضی اللہ عنہ ذکر کیا گیا ہے) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی نے ایک کالے رنگ کا بچہ جنم دیا ہے ۔ (یعنی اس نے یہ کہہ کر اپنی بیوی پر شک وشبہ اور بدگمانی کا اظہار کیا) تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تمھارے اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے رنگ کیا ہیں؟ اس نے کہا: سرخ رنگ کے ہیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: خاکی رنگ کہاں سے آ گیا؟ اس نے کہا: شاید اس کے خاندان میں کوئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی رنگ کا ہوگا (جس کے ساتھ اس کی مشابہت ہے)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تمھارے اس بچے کے خاندان میں بھی کوئی اسی رنگ کا ہوگا (جس کے ساتھ اس کی مشابہت ہے۔)

[البخاری:۵۳۰۵، مسلم:۱۵۰۰]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خاوند کو اپنی بیوی پر خواہ مخواہ شک وشبہ نہیں کرنا چاہئے کہ جو رفتہ رفتہ بداعتمادی میں تبدیل ہو جائے اور اس کا نتیجہ طلاق نکلے۔

بعض لوگ صرف سنی سنائی باتوں پر ہی اعتماد کر لیتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں پر اس قدر بدگمانی کرتے ہیں کہ ان کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ اس سلسلے میں شرعی ضابطہ یہ ہے کہ سنی سنائی باتوں کے بارے میں تحقیق کرنی چاہئے اور بلا تحقیق کسی کی بات کو درست تسلیم نہیں کرنا چاہئے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ [الحجرات: ۶]

''اے ایمان والو! اگر تمھارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو تم اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم نادانستہ کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو۔ پھر تمھیں اپنے کیے پر ندامت ہو۔''

۴ غیرت میں افراط وتفریط

مومن بڑا غیور ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(اَلْمُؤْمِنُ يَغَارُ وَاللّٰهُ أَشَدُّ غَيْرًا) [مسلم: ۲۷۶۱]

''مومن غیرت مند ہوتا ہے اور اللہ تعالی اس سے زیادہ غیرت والا ہے۔''

تاہم غیرت میں اعتدال ضروری ہے۔ کیونکہ اگر مرد میں غیرت بالکل نہ ہو تو اس سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی بیوی (اگر وہ دیندار نہ ہو تو اس کو) آزادی مل جاتی ہے۔ پھر وہ بے پردہ ہو کر باہر گھومتی پھرتی ہے، غیر محرم مردوں کے ساتھ اٹھتی بیٹھتی ہے اور مختلف غیر شرعی امور میں منہمک رہتی ہے لیکن اس کے خاوند کو کچھ بھی احساس نہیں ہوتا! اور اگر غیرت حد سے زیادہ ہو تو شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں، بے جا طور پر تجسس ہوتا ہے اور ہر ہر بات پر بدگمانیاں ہوتی ہیں۔ اور یوں فرطِ غیرت میں مبتلا ہو کر مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔

حل: اگر مرد میں بالکل ہی غیرت نہ ہو تو اسے اپنی بیوی کیلئے غیرت مند ہونا چاہئے۔ وہ اس قدر غیور ہو کہ اس کا غیر مردوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، بے پردہ ہو کر اس کا گھومنا پھرنا اور اجنبی مردوں سے فون پر غیر ضروری بات چیت کرنا اسے ناپسند ہو۔ اور اگر بیوی بعض برائیوں میں مبتلا ہو تو اسے اس پر بھی شرعی حدود میں رہتے ہوئے تنبیہ کرنی چاہئے۔

اور اگر غیرت حد سے زیادہ ہو تو اسے اعتدال کی حد تک لانا چاہئے کیونکہ فرطِ غیرت کے نتائج بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں۔

۵ مردانگی کا بے جا اظہار اور بدسلوکی کا مظاہرہ

بعض حضرات کو چونکہ یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے مردوں کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾ "مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔" اور انھیں یہ بھی معلوم ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کو (ناقصات العقل) "کم عقل" قرار دیا ہے، تو وہ بے جا طور پر اپنی مردانگی اور عورت پر اپنی حکمرانی کا اظہار کرتے ہوئے ان سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ ان کا طرزِ عمل اس قسم کا ہوتا ہے کہ ﴿مَآ اُرِیْکُمْ اِلَّا مَآ اَرٰی﴾ "بس رائے وہی ہے جو میں دے رہا ہوں۔" یعنی اپنی بیویوں سے رائے لینا گوارا ہی نہیں کرتے یا اگر ان کی رائے سامنے آ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی جائے تو اسے نہایت حقیر سمجھتے ہیں اور بس اپنی رائے کو ہی واجب العمل تصور کرتے ہیں! اس کے علاوہ ان کا اپنی بیویوں سے انداز گفتگو نہایت توہین آمیز ہوتا ہے حتی کہ اولاد کے سامنے بھی ان کی بے عزتی کرنے سے باز نہیں آتے!

اِس اندازِ معاشرت سے آخر کار بیویاں تنگ آجاتی ہیں کیونکہ گھر میں ان کی شخصیت مسلسل مجروح ہو رہی ہوتی ہے اور آخر کار وہ طلاق کا مطالبہ شروع کر دیتی ہیں۔ اور ان کے اس مطالبے کے بعد مرد یہ سمجھتے ہیں کہ اگر انھوں نے طلاق نہ دی تو ان کی مردانگی پر حرف آئے گا۔ اس لئے وہ سوچے سمجھے بغیر فوراً طلاق دے دیتے ہیں۔

حل: مرد بے شک عورتوں پر حاکم ہیں اور خواتین بے شک کم عقل ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انھیں حقیر سمجھتے ہوئے ان سے بدسلوکی کی جائے اور گھریلو معاملات میں ان کی رائے کو نظر انداز کیا جائے۔ اس کے برعکس ان سے حسن سلوک اور اچھے انداز سے بود و باش رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [النساء:١٩]

''اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔''

اور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

(أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ) [الترمذی ـ ١١٦٢ : حسن صحيح ، وانظر: السلسلة الصحيحة : ٢٨٤]

''مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا شخص وہ ہے جو ان میں سب سے اچھے اخلاق کا حامل ہو۔ اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردوں کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی نے ان کی بیویوں کے ان پر کچھ حقوق مقرر کیے ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾

[البقرۃ:۲۲۸]

"اور عورتوں کے (شوہروں پر) عرفِ عام کے مطابق حقوق ہیں جس طرح شوہروں کے ان پر ہیں۔"

اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے بھی شوہروں کو ان کی بیویوں کے متعلق خصوصی طور پر یہ تاکید کی ہے کہ وہ نہ ان پر ظلم کریں اور نہ ان کی حق تلفی کریں بلکہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا:

(فَاتَّقُوْا اللّٰهَ فِیْ النِّسَاءِ ، فَإِنَّکُمْ أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِکَلِمَةِ اللّٰهِ)[مسلم۔۱۲۱۸]

"تم عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم نے انھیں اللہ کی ذمہ داری پر لیا ہے۔ اور انھیں اللہ کے کلمہ کے ساتھ حلال کیا ہے۔"

❻ خاوند کی نافرمانی

بعض بیویاں اپنے شوہروں کی نافرمان ہوتی ہیں۔ وہ ان کی کوئی پروا نہیں کرتیں۔ ہر کام میں من مانی کرتی ہیں۔ اور ان کے شوہر انھیں جس بات کا حکم دیں یا کسی کام سے منع کریں تو وہ اس کے الٹ ہی کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اپنے خاوندوں کی شکر گذار بھی نہیں ہوتیں۔ ایسی عورتوں کا یہ طرزِ عمل ان کیلئے تباہ کن ہوتا ہے اور ان کے شوہر آخر کار انھیں طلاق دینے پر مجبور ہو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں۔

حل: عورتوں کو یہ بات تسلیم کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالی نے مردوں کو ان پر حاکم بنایا ہے۔ اور جہاں اللہ تعالی نے ان کے حقوق کا ذکر کیا ہے وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ ﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ ''اور مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔''

لہذا عورتوں کو مردوں کی فوقیت کو ماننا چاہیئے۔ اور ان کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جب رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ عورتوں میں سے کونسی عورت سب سے افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اَلَّتِی تَسُرُّہُ إِذَا نَظَرَ ، وَتُطِيْعُهُ إِذَا أَمَرَ ، وَلاَ تُخَالِفُهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ) [النسائی ۔ النکاح باب أی النساء خیر : ۳۲۳۱ ، وصححه الألبانی فی صحیح سنن النسائی والصحیحة : ۱۸۳۸]

''وہ جو کہ اسے (خاوند کو) خوش کردے جب وہ اسے دیکھے۔ اور اس کی فرمانبرداری کرے جب وہ اسے حکم دے۔ اور اپنے نفس اور مال میں شوہر کی خلاف ورزی بایں طور نہ کرے کہ جو شوہر کو ناپسند ہو۔''

اور خاوند کی نافرمانی کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے نافرمان بیوی کی نماز تک قبول نہیں ہوتی۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(اِثْنَانِ لاَ تُجَاوِزُ صَلاَتُهُمَا رُؤُوْسَهُمَا : عَبْدٌ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيْهِ حَتّٰى يَرْجِعَ ، وَامْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰى تَرْجِعَ)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دو آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے اوپر نہیں جاتی۔ ایک اپنے آقاؤں سے بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ واپس آ جائے۔ اور دوسری وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمان ہو یہاں تک کہ وہ اس کی فرمانبردار بن جائے۔" [صحیح الترغیب والترهیب للألباني: ۱۹۴۸]

فرمانبرداری کے ساتھ ساتھ عورتوں کو اپنے خاوندوں کا شکر گزار بھی ہونا چاہیے۔ کیونکہ ناشکر گزار بیوی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: (لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلٰى امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ لِزَوْجِهَا، وَهِيَ لَا تَسْتَغْنِيْ عَنْهُ) [صحیح الترغیب والترهیب للألباني: ١٩٤٤، والصحيحة: ٢٨٩]

"اللہ تبارک وتعالیٰ اس عورت کی طرف دیکھتا ہی نہیں جو اپنے خاوند کی ناشکر گزار ہو حالانکہ وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتی۔"

۷ بے انتہاء ملامت اور شدید تنقید

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی بیویوں کی ملامت کرتے رہتے ہیں، ہر کام پر انھیں شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور ہر ہر بات پر انھیں ڈانٹتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض خواتین بھی اپنے خاوندوں سے ہمیشہ ناخوش رہتی ہیں اور ہر معاملے میں انھیں غلط تصور کرتی ہیں اور ان کی برائی بیان کرتی رہتی ہیں۔ زوجین کے مابین جب اس طرح کا طرز عمل ظاہر ہوگا تو بالآخر وہ ایک دوسرے سے تنگ آ جائیں گے اور نوبت طلاق تک جا پہنچے گی!

حل: اس کا حل یہ ہے کہ زوجین ایک دوسرے کی خوبیوں کو سامنے رکھیں۔ اچھائیوں پر ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کریں۔ غلطیوں پر ایک دوسرے کو در گذر کریں اور اچھے انداز سے سمجھاتے رہیں۔ ایک دوسرے کے بارے میں مثبت سوچ رکھیں اور منفی سوچ رکھنے سے بچیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چونکہ اِس طرح کا طرزِ عمل اکثر و بیشتر مردوں کی طرف سے اختیار کیا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالی نے انھیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا : ﴿ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴾[النساء:١٩]

''اگر وہ تمھیں نا پسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمھیں تو نا گوار ہو مگر اللہ تعالی نے اس میں بہت بھلائی رکھ دی ہو۔''

اور رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً ، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ)

''کوئی مومن (اپنی) مومنہ (بیوی) سے بغض نہ رکھے۔اگر اس کی کوئی عادت اسے نا پسند ہوگی تو کوئی عادت اسے پسند بھی تو ہوگی۔''[مسلم :١٤٦٩]

❽ خرچ کرنے میں بے اعتدالی

بعض لوگ گھریلو اخراجات میں راہِ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں اور وہ یا تو بخل اور کنجوسی کا مظاہرہ کرتے ہیں یا پھر اسراف اور فضول خرچی میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔ان دونوں صورتوں میں ان کے اور ان کی بیویوں کے مابین تعلقات متوازن نہیں رہتے ۔ کیونکہ وہ اگر بخل اور کنجوسی کا مظاہرہ کریں اور اپنی بیویوں کی جائز ضروریات کیلئے پیسہ خرچ کرنے سے گریز کریں اور اس کی وجہ سے ان کو اپنی ہم جنس عورتوں کے سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے تو یہ صورت حال زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی اور آخر کار بیویاں تنگ آ کر اپنے خاوندوں سے کہہ ہی دیتی ہیں کہ اگر آپ خرچ نہیں کر سکتے تو ہمیں ہمارے والدین کے گھر بھیج دیں۔

اور اگر وہ بے انتہاء خرچ کریں اور دوسروں پر اپنی مالی برتری ثابت کرنے کیلئے جائز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وناجائز کاموں میں بے دریغ پیسہ بہادیں تو گھر سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ پھر بے برکتی کی وجہ سے پیسہ اڑتا ہی چلا جاتا ہے۔ جس کے بعد (هَلْ مِن مَّزِيْد) کی طمع اور لالچ اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ انسان کو کچھ سمجھ نہیں آتا کہ وہ اپنے اخراجات کو کیسے کنٹرول کرے۔ اور ناشکری اور عدم قناعت کی وجہ سے گھریلو جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور زوجین کے درمیان ناچاقی اور منافرت کی ابتداء ہوتی ہے اور بالآخر نوبت ان کے درمیان علیحدگی تک پہنچ جاتی ہے۔

حل: اس کا حل یہ ہے کہ خاوند جو گھریلو اخراجات کا ذمہ دار اور اپنے بیوی بچوں کا کفیل ہوتا ہے اسے تمام تر اخراجات میں راہِ اعتدال کو اختیار کرنا چاہئے۔ نہ وہ کنجوسی اور بخل کا مظاہرہ کرے اور نہ ہی اسراف اور فضول خرچی کرے۔ بلکہ میانہ روی اور توسط سے کام لے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا﴾ [الفرقان:٦٧]

''اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں، بلکہ ان دونوں کے درمیان گذراوقات کرتے ہیں۔''

اور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

(كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُّضَيِّعَ مَنْ يَّقُوْتُ) [ابوداؤد:١٦٩٢۔قال الألباني : حسن]

''کسی انسان کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ اسے ضائع کر دے جس کی غذا وغیرہ کا وہ ذمہ دار ہو۔''

⑨ فطری ضرورت کا پورا نہ ہونا

مرد و عورت دونوں کی ایک فطری ضرورت ہے۔ اگر یہ ضرورت صحیح طور پر پوری نہ ہو تو آخر کار اس کا نتیجہ بھی طلاق ہی نکلتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حل: زوجین کو ایک دوسرے کی اِس فطری ضرورت کا احساس کرنا چاہئے۔ اور دونوں کو یہ مشترکہ حق ادا کرنے کا ایک دوسرے کو موقع دینا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادگرامی ہے: (إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا ، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ) [البخاری ۔ بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ : ٣٢٣٧ ، مسلم ۔ النکاح : ١٧٣٦]

"جب ایک خاوند اپنے بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کردے، پھر وہ اس پر ناراضگی کی حالت میں رات گذاردے تو فرشتے صبح ہونے تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔"

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

(إِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ ، فَلْتَأْتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ)

"جب خاوند اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کیلئے بلائے تو وہ ضرور اس کے پاس آئے اگرچہ وہ تنور پر کیوں نہ ہو۔"[الترمذی ، والنسائی ۔ صحیح الترغیب والترھیب للألبانی :١٩٤٦]

اسی طرح حدیث پاک میں ہے کہ (إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، فَأَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ)

"تم پر تمھارے رب کا حق بھی ہے، تمھاری جان کا حق بھی ہے اور تمھاری بیوی کا حق بھی ہے۔ لہٰذا تم سب کے حقوق ادا کیا کرو۔"[البخاری ۔ الصوم باب من أقسم علی أخیہ ......:١٩٦٨]

⑩ عورت کی زبان درازی اور بدکلامی

بعض خواتین نہایت بدزبان ہوتی ہیں۔ حتی کہ اپنے شوہروں کا بھی احترام نہیں کرتیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے بدکلامی کرتی ہیں۔انھیں برا بھلا کہتی ہیں اور بےعزت تک کرتی ہیں ! ان میں سے بعض کو جب ان کے خاوند دھمکی دیتے ہیں کہ تم باز آجاؤ ورنہ طلاق دے دونگا۔تو وہ جواباً کہتی ہیں: طلاق دینی ہے تو دے دو۔یا چیلنج کرتی ہیں کہ تم طلاق دے کر دکھاؤ ! چنانچہ مرد طیش میں آجاتے ہیں اور طلاق دے دیتے ہیں۔

حل : کسی خاتونِ اسلام کیلئے جائز نہیں کہ وہ زبان درازی کرتے ہوئے بدکلامی کرے۔خاص طور پر خاوند کا تو اسے دل کی گہرائیوں سے احترام کرنا چاہئے۔اس پر لازم ہے کہ وہ ایسا رویہ اختیار کرنے سے پرہیز کرے جس میں اس کے خاوند کی بےعزتی ہو۔

اور جہاں تک بات بات پہ طلاق کے مطالبے کا تعلق ہے تو یہ خواتین کیلئے نہایت خطرناک ہے کیونکہ بغیر شرعی عذر کے طلاق کا مطالبہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ ، فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)[احمد ، ابو داؤد ، ترمذی ، ابن ماجہ ۔ صحیح الجامع للألبانی:۲۷۰۶]

”جو عورت بغیر کسی معقول عذر کے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے اس پر جنت کی خوشبو تک حرام ہو جاتی ہے۔“

⓫ بعض لوگوں کی بے جا مداخلت اور چغل خوری

بسا اوقات زوجین کے مابین کوئی ایسی بات نہیں ہوتی کہ جو ان کے تعلقات میں بگاڑ کا سبب بنے لیکن بعض لوگ خواہ مخواہ مداخلت کر کے ان کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کر دیتے ہیں اور ایک کی بات دوسرے تک پہنچا کر چغل خوری کرتے ہیں اور انھیں لڑانے کی کوشش کرتے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔آخر کار ان میں علیحدگی ہو جاتی ہے!

حل : کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ زوجین کے درمیان بے جا مداخلت کریں اور ان دونوں کولڑانے کیلئے ایک کی بات دوسرے تک پہنچائیں ۔اگر کوئی شخص ایسی کوشش کرے تو زوجین کو چاہئے کہ وہ عقلمندی کا مظاہرہ کریں اور اس کی باتوں کو کوئی اہمیت نہ دیں ۔ بلکہ ان میں سے جس کے پاس وہ چغل خوری کرے اسے چاہئے کہ وہ اس کا منہ بند کردے اور آئندہ کیلئے ان کے معاملات میں مداخلت کرنے سے اسے سختی سے منع کردے۔

چغل خوری کرنے اور زوجین کو لڑانے والا آدمی شیطان ہوتا ہے ۔اسے اپنے اِس فعل سے توبہ کرنی چاہئے ۔ ورنہ اسے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ رسول اکرم ﷺ نے چغل خور کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ (لاَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ)

''بہت زیادہ چغل خوری کرنے والا شخص جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' [مسلم:۱۰۵]

۱۲ تعدد ازواج

مرد کو اللہ تعالی نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ (چار تک) شادیاں کرسکتا ہے لیکن جب وہ ان سے ناانصافی کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں بسا اوقات نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے ۔اور بعض عورتیں اپنی سوکنوں کو بالکل برداشت نہیں کرپاتیں اور وہ اپنے خاوندوں سے سختی سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ اپنی دوسری بیوی/ بیویوں کو طلاق دیں ۔اور بعض ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جو خاوند کو صراحتاً کہہ دیتی ہیں کہ اگر اس نے دوسری بیوی کو طلاق نہیں دی تو اسے طلاق دے دے۔چنانچہ مرد ان میں سے کسی ایک کو طلاق دے دیتا ہے !

حل : مرد کو اللہ تعالی نے ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت تو دی ہے لیکن اسے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ ان سب کے درمیان انصاف کرے ۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی ناانصافیوں کی وجہ سے اس کی وہ بیوی تنگ آ کر اس سے طلاق کا مطالبہ شروع کردے جس کے ساتھ ناانصافی ہورہی ہو۔

اور جہاں تک اپنی سوکن کو برداشت نہ کرنے کی بات ہے تو یہ ہرگز درست نہیں ہے۔ عورت کومرد کا یہ شرعی حق بخوشی قبول کرنا چاہئے ۔اوراگر اس کا خاوند دوسری شادی کرنا چاہے تو نہ پہلی بیوی دوسری کی طلاق کا اور نہ ہی دوسری بیوی پہلی کی طلاق کا مطالبہ کرے ۔کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

(لاَ تَسْـأَلِ الْـمَرْأَةُ طَلاَقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِىءَ صَحْفَتَهَا ، وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهَا) [البخاری:۵۱۵۲،مسلم:۱۴۰۸]

’’کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ وہ اس کا رزق اپنے لئے حاصل کرلے بلکہ وہ (بلاشرط) نکاح کرلے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جو کچھ لکھ رکھا ہے وہ اسے ضرور ملے گا۔‘‘

۱۳ زوجین کے مابین ناچاقی کو ختم کرنے کیلئے مرحلہ وار اقدامات سے صرف نظر کرنا

اگر زوجین میں ناچاقی ہو تو اسے ختم کرنے کے لئے شریعت میں مرحلہ وار اقدامات تجویز کئے گئے ہیں۔عموما ان اقدامات سے تجاوز کیا جاتا ہے اور فورا طلاق کا ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے جو کہ غلط ہے۔

حل: طلاق آخری حل ہے۔اس سے پہلے جو مرحلہ وار اقدامات ہیں پہلے ان پر عمل کرنا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہئے۔اگر وہ سب ناکام ہو جائیں تو آخری حل کے طور پر طلاق دی جاسکتی ہے۔

وہ مرحلہ وار اقدامات یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَ الّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَھُنَّ فَعِظُوۡھُنَّ وَ اھۡجُرُوۡھُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَ اضۡرِبُوۡھُنَّ فَاِنۡ اَطَعۡنَکُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَیۡھِنَّ سَبِیۡلًا ﴾[النساء:۳۴]

''اور جن بیویوں سے تمھیں سرکشی کا اندیشہ ہو انھیں سمجھاؤ۔ (اگر نہ سمجھیں) تو خواب گاہوں میں ان سے الگ رہو۔ (پھر بھی نہ سمجھیں) تو انھیں مارو۔ پھر اگر وہ تمھاری بات قبول کر لیں تو خواہ مخواہ ان پر زیادتی کے بہانے تلاش نہ کرو۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نافرمان یا سرکش بیوی کے متعلق تین ترتیب وار اقدامات تجویز کئے ہیں۔

☆ پہلا ہے اسے نصیحت اور خیر خواہی کے انداز میں سمجھانا۔

☆ دوسرا اقدام ہے اس کا اور اپنا بستر الگ الگ کرنا۔

☆ تیسرا ہے سزا دینا۔

اس سے ثابت ہوا کہ سزا دینا آخری حربہ ہے نہ کہ پہلا جیسا کہ آج کل بہت سارے لوگ پہلے دونوں اقدامات کو چھوڑ کر آخری حربہ سب سے پہلے استعمال کرتے ہیں۔

یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سزا کو اس بات سے مشروط کیا ہے کہ اس سے اسے چوٹ نہ آئے اور نہ ہی اس کی ہڈی پسلی ٹوٹے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَا یَجْلِدْ أَحَدُکُمُ امْرَأَتَہُ جِلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ یُجَامِعُھَا فِیْ آخِرِ الْیَوْمِ)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو ایسے نہ مارے جیسے وہ اپنے غلام کو مارتا ہے، پھر وہ دن کے آخر میں اس سے ہم بستری بھی کرے۔'' [البخاری ۔ النکاح باب ما یکرہ من ضرب النساء : ٥٢٠٤ ، مسلم ۔ الجنة باب النار یدخلها الجبارون : ٢٨٥٥]

اگر سزا دینے کے باوجود مسئلہ حل نہ ہو تو پھر دونوں کی طرف سے ثالث مقرر کئے جائیں جو ان کے مابین مصالحت کی کوشش کریں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا﴾ [النساء:٣٥]

''اور اگر تمھیں ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد کے گھر والوں کی طرف سے اور ایک عورت کے گھر والوں کی طرف سے مقرر کرو۔ اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالی دونوں میں ملاپ کرا دے گا۔''

لہذا ان مرحلہ وار اقدامات پر عمل کرنا چاہئے تا کہ طلاق تک نوبت ہی نہ پہنچے۔

١٤ ساس اور بہو کی لڑائی

ساس اور بہو کی لڑائی ویسے تو بہت مشہور ہے لیکن اگر یہ لڑائی شدت اختیار کر لے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ساس اپنے بیٹے کو اپنی بہو کے خلاف بھڑکاتی ہے اور مسلسل اس کے خلاف بیان بازی کرتی رہتی ہے۔ آخر کار بیٹا تنگ آ کر بیوی کو اس کے گھر بھیج دیتا ہے!

حل: بہو اپنی ساس کو والدہ کے برابر سمجھے اور اس کا اسی طرح احترام کرے جس طرح وہ اپنی ماں کا احترام کرتی ہے۔ اور اگر اس کی بیٹیوں میں سے کوئی بھی اس کی خدمت کرنے کیلئے موجود نہ ہو تو وہ اس کی خدمت کا فریضہ بھی سرانجام دے۔ کیونکہ وہ اس کے خاوند کی ماں ہے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی بھی ماں ہے۔

اسی طرح ساس بھی اپنی بہو کو اپنی بیٹی سمجھے اور اس سے اسی طرح سلوک کرے جس طرح وہ اپنی سگی بیٹیوں سے کرتی ہے۔ پھر بات بات پہ اس کے خاوند کو اس کے خلاف نہ بھڑکائے بلکہ اچھے انداز سے اسے سمجھائے اور خوش اسلوبی سے گھریلو امور کی نگرانی کرے اور خواہ مخواہ اپنے بیٹے کو پریشان کرنے کا سبب نہ بنے۔

⑮ ماں باپ کی بے جا ضد

ماں باپ کو بعض اوقات بہو پسند نہیں آتی یا ان کا بیٹا جب اپنی بیوی سے زیادہ محبت و پیار کا اظہار کرتا ہے تو وہ اسے برداشت نہیں کر پاتے اور بیٹے سے مطالبہ شروع کر دیتے ہیں کہ اسے طلاق دے دو۔ پھر بلا وجہ ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیٹے کے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ اسے طلاق دو یا ہم سے الگ ہو جاؤ۔ بالآخر بیٹا اپنے والدین کی نافرمانی سے بچنے کیلئے بیوی کو طلاق دے ہی دیتا ہے!

حل: والدین کو اِس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی بھی عورت کامل نہیں ہوتی۔ ہر عورت میں نقائص ہوتے ہیں جس طرح کہ ہر مرد میں بھی عیوب ہوتے ہیں۔ لہذا اگر ان کی بہو میں کوئی عیب ہے بھی تو اس کی اصلاح کریں نہ یہ کہ اس کے خلاف محاذ کھڑا کر دیں۔

والدین کو اپنی بہو سے وہی سلوک رکھنا چاہیے جس سلوک کی وہ اپنی بیٹی کیلئے توقع کرتے ہیں۔ اور جس طرح وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی بیٹی اپنے گھر میں خاوند کی نورِ نظر ہو اسی طرح اگر ان کا بیٹا اپنی بیوی سے محبت کرتا ہو تو انھیں اس پر خوش ہونا چاہیے۔ اور جس طرح وہ اپنی بیٹی کے متعلق یہ نہیں چاہیں گے کہ وہ طلاق کا پروانہ لے کر ان کے ہاں پہنچ جائے تو اسی طرح انھیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی ناپسند ہونا چاہئے کہ ان کی بہو کو ان کا بیٹا طلاق دے۔

ویسے بھی اگر والدین بلا شرعی عذر کے اپنے بیٹے کو طلاق کا حکم دیں تو بیٹے پر لازم نہیں ہے کہ وہ اس سلسلے میں ان کی فرمانبرداری کرے۔ اگر ان کا حکم کسی معقول شرعی عذر پر مبنی نہیں ہے اور بیٹا ان کے اس حکم پر عمل نہیں کرتا تو یہ ان کی نافرمانی نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اس کا کوئی شرعی سبب ہو اور بہو سمجھانے کے باوجود اپنی اصلاح نہ کررہی ہو، مثلاً بے نماز ہو، کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو، اپنے ساس اور سسر کو گالی گلوچ کرتی ہو، اپنے گھر اور اولاد کی بالکل کوئی پروانہ کرتی ہو وغیرہ۔ اس صورت میں اس کے والدین اسے طلاق دینے کا حکم دیں تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ ان کی اطاعت کرے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو انھوں نے اسے طلاق دینے سے انکار کردیا تھا۔ پھر جب یہ معاملہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انھیں یہی حکم دیا کہ وہ اسے طلاق دے دیں۔ چنانچہ انھوں نے اسے طلاق دے دی۔[رواه الترمذی ، وابو داؤد ، وابن ماجة وصححه الألبانی]

قارئین کرام! یہ تھے طلاق کے اسباب جنھیں ہم نے تفصیل سے بیان کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بھی ذکر کیا کہ ان اسباب کا حل کیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ ایسے اسباب نہ اختیار کیے جائیں جن کے نتیجے میں زوجین کے مابین تعلقات ناخوشگوار ہوں اور نوبت طلاق تک جا پہنچے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق کے برے اثرات اور خطرناک نتائج

طلاق کی وجہ سے بہت برے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کے خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

① خاندان میں فساد بپا ہوتا ہے اور باہمی تعلقات خطرناک حد تک بگڑ جاتے ہیں۔

② طلاق کے نتیجے میں اولاد ضائع ہو جاتی ہے۔وہ باپ کے پاس ہو یا ماں کے پاس دونوں صورتوں میں وہ محروم ہی رہتی ہے۔باپ کے پاس ہو تو ماں کی محبت سے محروم اور ماں کے پاس ہو تو باپ کے سایۂ شفقت سے محروم۔

③ طلاق کی وجہ سے ماں اور اس کی اولاد کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے جو ماں کیلئے تو نا قابل برداشت ہوتی ہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ اولاد بھی ماں سے دور ہو کر کئی طرح کی نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

(مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَة)

”جو شخص کسی ماں اور اس کی اولاد میں جدائی ڈال دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے اور اس کے احباب کے مابین جدائی ڈال دے گا۔“[ترمذی:۱۲۸۳ ۔ الألباني : حسن]

④ طلاق کی وجہ سے مطلقہ عورت کو بہت برا جانا جاتا ہے اور خواہ اس معاملہ میں زیادتی مرد نے کی ہو ہمیشہ عورت کو ہی مطعون ٹھہرایا جاتا ہے۔پھر اس عورت کا مستقبل برباد ہو جاتا ہے کیونکہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔اِس طرح بغیر خاوندوں کے طلاق یافتہ عورتوں کا وجود اسلامی معاشرے کیلئے ایک بدنما داغ بن جاتا ہے۔

⑤ مطلقہ عورتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کئی خرابیوں کو جنم دیتی ہے۔ایسی خواتین اپنے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین یا اپنے بھائیوں کے گھروں میں رہ رہ کر خود بھی بیمار پڑ جاتی ہیں اور والدین یا بھائیوں کیلئے بھی مستقل پریشانی کا باعث بنتی ہیں۔ جن خواتین کے والدین وفات پا چکے ہوتے ہیں اور ان کے بھائی بھی نہیں ہوتے یا ہوتے ہیں لیکن انھیں قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے تو ایسی خواتین دردر کی ٹھوکریں کھاتی رہتی ہیں اور انھیں سکون نصیب نہیں ہوتا۔

⑥ جس معاشرے میں مطلقہ عورتیں کثرت کے ساتھ ہوں اور اس میں طلاق یافتہ عورتوں کے ساتھ نکاح کو معیوب سمجھا جاتا ہو (حالانکہ ایسا قطعا درست نہیں ہے) تو وہاں وہ خواتین بے راہ روی کا شکار ہو جاتی ہیں اور بدکاری کے مواقع پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر عفت وعصمت کی دھجیاں اڑادی جاتی ہیں اور شرم وحیانام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا قانون طلاق

اگر زوجین کے مابین تعلقات خوشگوار نہ رہ سکیں اور اصلاحِ احوال کی تمام تر کوششیں ناکام ہوجائیں تو ایسا نہیں ہے کہ وہ اسی کشمکش، گھریلو ناچاقی اور پریشانی میں ہی پوری زندگی گذار دیں بلکہ اللہ تعالی نے اس کا بھی حل بتایا ہے اور وہ ہے 'طلاق'۔

اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴾[النساء:۱۳۰]

''اور اگر وہ دونوں (میاں بیوی) الگ ہوجائیں تو اللہ اپنی مہربانی سے ہر ایک کو بے نیاز کردے گا۔ اور اللہ تعالی بڑی وسعت والا اور حکمت والا ہے۔''

اِس آیت کریمہ سے پہلے اللہ تعالی نے دونوں کو صلح کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ﴿وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ ''صلح بہرحال بہتر ہے۔'' اس کے بعد اللہ کا یہ فرمان کہ ''اگر وہ دونوں جدا ہوجائیں تو اللہ تعالی ان میں سے ہر ایک کو بے نیاز کردے گا۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جب صلح کا امکان نہ رہے تو ضروری نہیں کہ وہ مجبوراً ایک دوسرے سے بندھے رہیں۔ بلکہ اگر وہ جدا ہوجائیں تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی عورت کو اس سے بہتر خاوند اور خاوند کو اس سے بہتر بیوی نصیب کردے جس کے بعد وہ خوشگوار انداز سے ازدواجی زندگی بسر کرسکیں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴾[النساء:۱۹]

''ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمھیں تو ناگوار ہو مگر اللہ تعالی نے اس میں بہت بھلائی رکھ دی ہو۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہذا جب مرد کے سامنے سوائے طلاق دینے کے اور کوئی حل نہ رہے تو اسے 'طلاق' دے دینی چاہیئے ۔ تاہم اسے اِس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کی پابندی کرنا ہوگی اور ایک متعین طریقۂ کار کے مطابق ہی طلاق دینا ہوگی۔

یہاں پر یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اسلام کا قانونِ طلاق موجودہ دور کے خود ساختہ تمام قوانین طلاق پر فوقیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اسلام کا قانونِ طلاق وحیِ الٰہی پر مبنی قانون ہے جو کہ ہر قسم کی خطا اور سہو وغیرہ سے پاک ہے۔ یعنی اس کا ماخذ اللہ رب العزت کی ذات اقدس ہے جس کا ہر قانون ہر زمانے کیلئے سازگار رہتا ہے۔ جبکہ خود ساختہ قوانین انسانوں کے وضع کردہ ہیں جن میں یقینی طور پر خطا، سہو اور نسیان وغیرہ کا امکان موجود ہوتا ہے۔ انسان حیرت انگیز کمالات کے باوجود نقائص سے خالی نہیں ہے ۔ اس لئے اس کا بنایا ہوا قانون قطعا عیوب ونقائص سے خالی نہیں ہوسکتا ۔ اور اگر وہ ایک دور کیلئے مناسب ہوگا تو دوسرے دور کیلئے غیر مناسب وغیر موزوں ہوگا۔

اسلام کا قانونِ طلاق کیا ہے؟ 'طلاق' کس طرح دینی چاہیئے اور اس سلسلے میں کن کن احکامات کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے؟ آیئے قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❶ طلاق ایک سنجیدہ معاملہ ہے

جی ہاں، طلاق دینا انتہائی سنجیدہ معاملہ ہے! اس کی وجہ سے دو خاندانوں میں بغض، نفرت، قطع رحمی اور دوری پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ گھرانہ اجڑ جاتا اور برباد ہوجاتا ہے جس میں طلاق دی جاتی ہے۔ لیکن تعجب ہے ان لوگوں پر جو معمولی معمولی باتوں پر طیش میں آ کر (طلاق، طلاق، طلاق) کہہ کر دو خاندانوں میں فساد بپا کر دیتے ہیں۔ اور کئی لوگ تو اپنی بیویوں کو کھلونہ سمجھ کر نہایت آسانی سے طلاق کا پروانہ ان کے حوالے کر دیتے ہیں حالانکہ طلاق میں اصل چیز منع ہے۔ یعنی جب تک اس کا کوئی معقول سبب نہ ہو جس کا ازالہ کرنا ناممکن ہو اور صلح کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو انتہائی مجبوری کی حالت میں طلاق دے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

'طلاق' کے متعلق اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ایک پوری سورت نازل کی ہے اور اس میں 'طلاق' کو اُس نے اپنی حدوں میں سے ایک حد قرار دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی فرمایا ہے ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ ''جو شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناً اپنے اوپر ظلم کیا۔''

لہذا 'طلاق' کو عورت پر لٹکتی ہوئی تلوار اور ایک ہتھیار کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہئے کہ مرد ہر وقت اپنی بیوی کو اس سے ڈراتا اور دھمکاتا رہے بلکہ جب کوئی اور حل باقی نہ رہے اور دونوں کیلئے ازدواجی رشتے سے مزید منسلک رہنا ممکن نہ ہو تو آخری حل کے طور پر طلاق کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

اور جب طلاق دینے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالی کی مقرر کردہ حدوں کے مطابق ہی دینی چاہئے۔ ان حدوں کو پھلانگنا بہت بڑا ظلم ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الطلاق میں اللہ تعالی نے بار بارتقوی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ تعالی سے ڈرتے ہوئے اپنی بیویوں پرظلم کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔اگرانھیں اپنے عقد میں رکھنا ہوتو بھلے طریقے سے اور بسانے کی نیت سے رکھنا چاہئے اوراگرانھیں چھوڑنا ہوتواچھے طریقے سے اورفیاضی کے ساتھ کچھ دے کرانھیں چھوڑنا چاہئے۔

بعض لوگ مذاق مذاق میں ہی طلاق دے دیتے ہیں۔حالانکہ طلاق ایسا معاملہ ہے کہ جس میں مذاق کا حکم بھی سنجیدہ بات کے حکم جیسا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: (ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ : اَلنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ) [ابوداؤد: ۲۱۹۶۔قال الألباني : حسن]

''تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں حقیقت بھی حقیقت ہےاوران میں مذاق بھی ایسے ہی ہے جیسے حقیقت ہواوروہ ہیں: نکاح،طلاق اوررجوع۔''

لہذا جو شخص طلاق دینا چاہتا ہواسے اس کے عواقب اورنتائج پر اچھی طرح غور کرلینا چاہئے۔سوچ وفکراوراصحاب الرائے سے مشورہ لینے کے بعد ہی وہ اِس طرح کے اقدام پرآمادہ ہو۔ورنہ بعد میں پچھتاوے اورندامت کا سامنا بھی کرسکتا ہے۔

❷ طلاق مرد کے ہاتھ میں ہے

طلاق اللہ تعالی نے خاوند کے ہاتھ میں رکھی ہے۔یعنی اس کا اختیارصرف مرد کو ہے کہ وہ اپنی بیوی کوطلاق دے سکتا ہے۔بیوی اپنے خاوند کوطلاق نہیں دے سکتی۔ہاں وہ خلع کی صورت میں اس سے طلاق لے سکتی ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

شاید اِس میں حکمت یہ ہے کہ عموما مرد ہی بیوی کے حصول کیلئے مال خرچ کرتا ہے،پھروہی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے اخراجات کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔تو طلاق دینے کا اختیار بھی اسی کو دیا گیا ہے۔

ویسے بھی مرد عموماً دور اندیش ہوتے ہیں اور وہ جذباتی فیصلہ نہیں بلکہ سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ کرتے ہیں ۔جبکہ عورتیں عموماً جذباتی ہوتی ہیں اور ان میں دور اندیشی بھی کم ہوتی ہے۔اس لئے طلاق عورت کی بجائے مرد کے ہاتھ میں رکھی گئی ہے تاکہ طلاق کے واقعات کم سے کم ہوں۔

خاوند کو تین طلاقیں دینے کا اختیار ہے جس کا درست طریقۂ کار اگلی سطور میں آرہا ہے۔وہ خود بھی طلاق دے سکتا ہے اور اگر وہ کسی کو وکیل بنا دے تو اس کا وکیل بھی اس کی جانب سے شریعت میں طے شدہ طریقۂ کار کے مطابق طلاق دے سکتا ہے۔

❸ طلاق کون دے سکتا ہے؟

طلاق ہر وہ خاوند دے سکتا ہے جو بالغ ، عاقل اور مختار ہو۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو خاوند نابالغ ،مجنون ، دیوانہ اور پاگل ہو،اسی طرح جو نشے کی حالت میں ہو، یا اس قدر غضبناک ہو کہ اپنے حواس کھو بیٹھا ہو تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی ۔اسی طرح وہ خاوند جس سے طلاق زبردستی لی جائے اس کی طلاق بھی معتبر نہیں ہے۔

❹ طلاق کے الفاظ

الفاظ کے لحاظ سے طلاق کی دو قسمیں ہیں:

① طلاقِ صریح ۔یعنی ایسے الفاظ جو صرف طلاق کیلئے ہی استعمال ہوتے ہیں ۔مثلاً میں نے تجھے طلاق دی ، تجھے طلاق ہے ،تو مطلقہ ہے وغیرہ ۔یہ الفاظ چونکہ اپنے معنی کے لحاظ سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل واضح ہیں اس لئے ان الفاظ کے ساتھ طلاق واقع ہو جاتی ہے خواہ خاوند کی نیت کچھ بھی ہو۔

④ طلاقِ کنایہ۔ یعنی ایسے الفاظ استعمال کرنا جن سے طلاق کا معنی بھی سمجھا جائے اور کوئی دوسرا معنی بھی مراد لیا جائے۔ مثلاً تم اپنے گھر چلی جاؤ، اب اِس گھر میں تمھاری کوئی جگہ نہیں، تم مجھ سے الگ ہو جاؤ وغیرہ۔ اِس طرح کے الفاظ میں خاوند کی نیت کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اگر اس کی نیت صرف بیوی کو ڈرانا دھمکانا ہی ہو تو طلاق نہیں ہوتی۔ اور اگر اس کی نیت طلاق دینا ہو تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

❺ طلاق کی مختلف صورتیں

طلاق کی تین صورتیں ہیں:

① خاوند اپنی بیوی کو کہے کہ تمھیں طلاق ہے، یا میں نے تمھیں طلاق دی۔ ان الفاظ کے ساتھ طلاق اُسی وقت واقع ہو جاتی ہے۔

② وہ اپنی بیوی کو یوں کہے: تمھیں آنے والی کل سے طلاق ہے، یا جب فلاں مہینہ شروع ہو گا تو تمھیں طلاق، یا ایک سال بعد تمھیں طلاق۔ ان الفاظ کے ساتھ طلاق تب واقع ہو گی جب وہ مقررہ وقت آئے گا۔ اس سے پہلے نہیں۔

③ خاوند کسی کام کے ساتھ طلاق کو معلق کر دے۔ مثلاً وہ یہ کہے کہ اگر تم بازار گئی تو تمھیں طلاق۔ یا اگر تم نے فلاں کام کیا تو تمھیں طلاق۔ ان الفاظ میں خاوند کی نیت دیکھی جائے گی۔ اگر اس کا ارادہ صرف اسے اس کام سے روکنا تھا تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔ تاہم اگر اس کی بیوی وہ کام کر لے تو اس میں قسم کا کفارہ دینا پڑے گا کیونکہ وہ ایسے ہی تھا جیسے اسکے خاوند نے اسے قسم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی کہ تم یہ کام نہ کرو یا فلاں جگہ نہ جاؤ۔ پھر اگر وہ اس کام کو کرلے یا اس جگہ پہ چلی جائے تو گویا اس نے قسم کو توڑ دیا۔اس لئے کفارہ دینا پڑے گا۔

لیکن اگر اس کا ارادہ واقعتاً طلاق کا ہی تھا تو جب وہ اُس کام کو کرے گی جس کے ساتھ اس نے اس کی طلاق کو معلق کیا تھا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

❻ حالتِ حیض میں طلاق دینا حرام ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس کا ذکر کیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ، ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا أَوْ حَامِلًا) [مسلم:۱۴۷۱]

''اسے حکم دو کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرلے۔ پھر اسے طہر یا حمل کی حالت میں طلاق دے۔''

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالتِ حیض میں طلاق دینا حرام ہے۔ لہذا جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہو اور وہ حیض کے ایام میں ہو تو اسے اس کے پاک ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔ پھر جب وہ پاک ہو جائے تو اس سے مباشرت کئے بغیر اس کو طلاق دے۔

❼ جس طہر میں خاوند نے صحبت کرلی ہو اور ابھی حمل کا پتہ نہ چلا ہو اس میں بھی طلاق دینا حرام ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيَدَعْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ، ثُمَّ تَحِيْضَ حَيْضَةً أُخْرَى ، فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا قَبْلَ أَنْ يُّجَامِعَهَا أَوْ يُمْسِكْهَا فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّتِی أَمَرَ اللّٰهُ أَن يُّطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ) [مسلم:۱۴۷۱]

''اسے حکم دو کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کر لے۔ پھر اس کے پاک ہونے کا انتظار کرے۔ پھر جب دوبارہ حیض آئے اور وہ اس سے پاک ہو جائے تو وہ اس سے جماع کرنے سے پہلے اسے طلاق دے۔ یا اسے روک لے۔ یہی وہ عدت ہے جس کا عورتوں کو طلاق دیتے وقت لحاظ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے (سورۃ الطلاق کی ابتداء میں) حکم دیا ہے۔''

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت جب حیض سے پاک ہو اور اس کے خاوند کا اسے طلاق دینے کا ارادہ ہو تو وہ اس سے صحبت کئے بغیر اسے طلاق دے۔ اور اگر وہ اس طہر میں اس سے جماع کر چکا ہو اور ابھی حمل کا پتہ نہ چلا ہو تو اسے طلاق دینا حرام ہے۔ ہاں اگر اس کے حاملہ ہونے کا یقین ہو چکا ہو (ٹیسٹ وغیرہ کے ذریعے) تو طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں۔

مذکورہ دونوں صورتوں میں طلاق دینا 'طلاق بدعی' کہلاتا ہے۔

❽ طلاق رجعی دینے کے بعد بیوی کو گھر سے نکالنا حرام ہے

اگر کوئی شخص مذکورہ دونوں باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس کے بعد اسے اپنے گھر سے مت نکالے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴾[الطلاق:1]

''اے نبی! (مومنوں کو حکم دیں کہ) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے آغاز) میں انھیں طلاق دو۔ اور عدت کا حساب رکھو۔ اور اللہ جو کہ تمھارا رب ہے اس سے ڈرتے رہو۔ تم انھیں ان کے گھروں سے مت نکالو۔ اور نہ ہی وہ خود نکلیں۔ ہاں اگر وہ واضح طور پر بے حیائی کا ارتکاب کریں (تو انھیں نکال سکتے ہو۔) یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں۔ جو شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناً اپنے اوپر ظلم کیا۔ تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ تعالی کوئی نئی بات پیدا کر دے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے عورتوں کو عدت کے آغاز میں یعنی جب وہ حیض سے پاک ہو جائیں تو اُس طہر میں جماع کرنے سے پہلے طلاق دینے اور عدت کا حساب رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی تمھیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ عدت کب سے شروع ہوئی اور کب ختم ہوگی۔ تا کہ اگر عورت عقد ثانی کرنا چاہئے تو اسے پتہ ہو کہ کب اسے اس کی اجازت ہوگی اور اگر اس کا خاوند اس سے رجوع کرنا چاہے تو اسے بھی پتہ ہو کہ اسے کب تک رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالی نے ان عورتوں کو جنھیں طلاق رجعی دی گئی ہو انھیں ان کے گھروں سے نکالنے سے منع فرمایا ہے اور خود انھیں بھی روک دیا ہے کہ وہ بلا وجہ خاوند کے گھر سے باہر نہ جائیں۔ اِس میں حکمت یہ ہے کہ اگر خاوند بیوی دونوں ایک ہی گھر میں ہوں گے تو شاید ان کے دلوں میں نرمی پیدا ہو جائے اور وہ مصالحت کرنے اور طلاق سے رجوع کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ ورنہ اگر خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے کر عدت گذرنے سے پہلے ہی گھر سے نکال دے تو ان کے درمیان مصالحت کے امکانات ختم ہونے کا اندیشہ ہوگا جو درست نہیں ہے۔ اس لئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴾ یعنی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی خاوند کے دل میں بیوی کی رغبت پیدا کردے اور وہ طلاق سے رجوع کر لے۔

❾ اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام!

ایک ہی مجلس میں اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام ہے۔ اسی لئے علماء اسے بھی 'طلاق بدعی' کہتے ہیں۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو ایک شخص کے متعلق بتایا گیا کہ اس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں۔ تو آپ ﷺ غصے کی حالت میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: (أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ ؟)

''کیا میری موجودگی میں ہی کتاب اللہ کو کھلونا بنایا جارہا ہے؟''

[النسائی: ۳۴۰۱۔ صححہ الألبانی فی غایۃ المرام: ۲۶۱]

رسول اکرم ﷺ کی جانب سے ناراضگی کا اظہار اور اکٹھی تین طلاقوں کو کتاب اللہ کے ساتھ کھیل قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا حرام ہے۔

بیک وقت تین طلاقیں دینا قرآنی تعلیمات کے بھی خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ﴾ [البقرۃ: ۲۲۹]

''طلاق دو مرتبہ ہے۔ پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔''

یعنی وہ طلاق جس کے بعد خاوند کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے وہ دو مرتبہ ہے۔ لہذا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد خاوند رجوع کرسکتا ہے۔یعنی عدت کے اندر وہ قولی یا عملی طور پر رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے۔اور عدت گذرنے کے بعد بھی وہ نیا نکاح کر کے اسے اپنے عقد میں لاسکتا ہے۔تاہم اسے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جن تین طلاقوں کا اسے اختیار دیا گیا تھا وہ ان میں سے دو کا استعمال کر چکا۔اور یہ دونوں طلاقیں واقع ہوچکیں۔اب اس کے بعد اس کے پاس آخری طلاق کا اختیار رہ جائے گا۔

پھر تیسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد اسے رجوع کا حق حاصل نہیں رہے گا۔

یہ جو رجوع کی گنجائش رکھی گئی ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر خاوند نے بغیر سوچے سمجھے جلد بازی میں طلاق دے دی ہوتو اسے سوچنے اور غور وفکر کرنے کا موقع مل جائے۔ورنہ اگر پہلی طلاق کے ساتھ ہی ہمیشہ کے لئے جدائی کا حکم ہوتا تو اس سے بہت سارے گھر تباہ ہو سکتے تھے۔

فرمان الٰہی ﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ﴾ میں اسی حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

چونکہ اکٹھی تین طلاقیں دینا قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے اور نبی کریم ﷺ کی ہدایات کے بھی بالکل برعکس ہے اس لئے پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اسے قابل تعزیر جرم قرار دینے کی سفارش کی ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب 'ہدایہ' میں بیک وقت تین طلاقوں کو بدعت کہا گیا ہے اور اس طرح طلاق دینے والے کو عاصی اور گناہگار بتایا گیا ہے۔[ہدایہ ج ۲ ص ۳۵۵]

⓾ طلاق دینے کا صحیح طریقہ

طلاق دینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ خاوند بیوی کو اُس طہر میں ایک بار طلاق دے جس میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے اس سے جماع نہ کیا ہو۔ اس کے بعد وہ اپنی بیوی کو اپنے گھر سے نکالے بغیر عدت کا انتظار کرے۔ اِس کو 'طلاق سنی' کہتے ہیں یعنی وہ طلاق جو سنت کے مطابق ہے۔ اور یہ طلاق 'طلاق رجعی' بھی ہے کیونکہ اس میں رجوع کا حق باقی رہتا ہے۔

اگر اِس دوران ان کے درمیان صلح کی کوئی صورت نہیں نکلتی اور خاوند رجوع نہیں کرتا تو عدت گذرنے کے ساتھ ہی ان دونوں کے درمیان علیحدگی ہو جائے گی۔ اِس کو 'طلاقِ بائن۔ بینونہ صغریٰ' بھی کہتے ہیں۔

اِس طرح طلاق دینے سے فائدہ یہ ہوگا کہ عدت گذرنے کے بعد بھی اگر وہ دونوں پھر سے ازدواجی رشتہ میں منسلک ہونا چاہیں تو ہو سکتے ہیں۔ ہاں اِس کیلئے انھیں نئے حق مہر کے ساتھ نیا نکاح کرانا ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص یہ عزم کر چکا ہو کہ بیوی کو تین طلاقیں دے کر اسے بالکل ہی فارغ کرنا ہے اور وہ رجوع نہیں کرنا چاہتا تو دوسرے طہر میں بھی بیوی سے صحبت کئے بغیر دوسری طلاق دے۔ یہ طلاق بھی 'طلاقِ رجعی' ہوگی کیونکہ اسکے بعد بھی اسے عدت کے دوران رجوع کا حق حاصل رہے گا۔ تاہم اگر وہ رجوع نہیں کرنا چاہتا تو تیسرے طہر میں بھی بیوی کے قریب جائے بغیر تیسری طلاق دے دے۔ جس کے بعد اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اور اِس کو 'طلاق بائن۔ بینونہ کبریٰ' کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے۔

یہی طریقہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ﴾[البقرۃ:۲۲۹]

''طلاق دو مرتبہ ہے۔ پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق دینے سے پہلے اس کا شرعی طریقہ ایک اور انداز سے....

ہمارے پاس اگر کوئی شخص آئے اور وہ یہ کہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے:

کیا تمھاری بیوی اِس وقت حالتِ حیض میں ہے یا حالتِ طہر میں؟

اگر وہ یہ جواب دے کہ وہ حالتِ حیض میں ہے تو ہم کہیں گے: اس حالت میں طلاق دینا حرام ہے۔ وہ پوچھے گا: کب طلاق دوں؟ تو ہم کہیں گے: اس کے پاک ہونے کا انتظار کرو اور جب وہ پاک ہو جائے تو ہمارے پاس آنا۔ جب وہ اس کے پاک ہونے کے بعد آئے گا تو ہم پوچھیں گے: کیا تم نے اس سے صحبت کی ہے؟ اگر وہ یہ کہے کہ ہاں کی ہے تو ہم کہیں گے: جس طہر میں خاوند نے بیوی سے صحبت کر لی ہو اس میں طلاق دینا حرام ہے۔ وہ پوچھے گا: تو میں اب کیا کروں؟ ہم کہیں گے : جب تک اسے دوبارہ حیض نہ آئے اور وہ پاک نہ ہو تب تک انتظار کرو۔ یا اگر حیض آنے سے پہلے اس بات پر یقین ہو جائے کہ اسے حمل ٹھہر چکا ہے تو تم طلاق دے سکتے ہو۔

پھر جب وہ ہمارے پاس آئے اور کہے کہ اب اس کی بیوی حیض سے پاک ہو چکی ہے اور اس نے اس سے جماع بھی نہیں کیا تو ہم کہیں گے: ٹھیک ہے۔ اب تم اسے ایک طلاق دے سکتے ہو۔

اگر وہ یہ کہے کہ میں اسے تین طلاقیں دے کر بالکل ہی فارغ کرنا چاہتا ہوں تا کہ وہ اس کے بعد میرے لئے حلال ہی نہ ہو۔ تو ہم کہیں گے: نہیں، تین طلاقیں بیک وقت دینا حرام ہے۔ وہ پوچھے گا: تب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ ہم کہیں گے: اسے ایک ہی طلاق دو۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وہ ایک مرتبہ طلاق دینے کے بعد اگر یہ کہے کہ میں اب اپنی بیوی کو اُس کے والدین کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں تو ہم کہیں گے: نہیں، یہ تمھارے لئے جائز نہیں کہ تم اسے عدت کے دوران اپنے گھر سے نکال دو۔ وہ پوچھے گا: تب وہ کہاں رہے؟ تو ہم کہیں گے: وہ تمھارے پاس ہی رہے گی۔ وہ پوچھے گا: کیا اسے مجھ سے پردہ کرنا پڑے گا؟ ہم کہیں گے: نہیں۔ وہ پوچھے گا: کیا اس کا بستر الگ ہوگا؟ ہم کہیں گے: نہیں، اس کا اور تمھارا بستر ایک ہی ہوگا۔ بلکہ اس کیلئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ تمھارے لئے زیب وزینت اختیار کرے۔ پھر اگر تمھارے اور اس کے درمیان ازدواجی تعلقات قائم ہو جائیں تو یہ طلاق سے رجوع ہوگا۔

اگر وہ یہ کہے کہ کب تک وہ میرے گھر میں رہے گی؟ تو ہم کہیں گے: جب تک اس کی عدت پوری نہیں ہوتی۔ وہ پوچھے گا: اس کی عدت کتنی ہے؟ تو ہم کہیں گے: اگر اس کو حیض نہیں آتا تو تین مہینے۔ اور اگر اسے حیض آتا ہے تو اس کی عدت تین حیض یا تین طہر ہے۔ اور اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضعِ حمل ہے۔ عدت کے مکمل ہونے کے بعد وہ تمھارے اوپر حرام ہو جائے گی۔ اور اب اسے کسی اور آدمی سے شادی کرنے کا حق حاصل ہے۔ تاہم اگر وہ اور اس کا پہلا خاوند دوبارہ ازدواجی رشتے میں منسلک ہونا چاہیں تو نکاح جدید و مہر جدید کے ساتھ وہ اس رشتہ میں منسلک ہو سکتے ہیں۔ یہ بہت بڑی حکمت ہے ایک ہی طلاق دینے میں۔

⓫ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کرنا

ابھی چند سطور قبل ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا حرام ہے کیونکہ یہ قرآنی تعلیمات کے اور رسول اکرم ﷺ کی ہدایات کے برخلاف ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص ایک ہی مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دے تو اس کی یہ طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوگی۔ اس کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند اہم دلائل ملاحظہ فرمایئے:

① اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ﴾ کی روشنی میں دو طلاقیں الگ الگ دیئے کی جو حکمت ہم نے ذکر کی ہے یہ حکمت تبھی پوری ہوسکتی ہے جب ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کیا جائے اور اس کے بعد خاوند کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہو۔ ورنہ اگر تینوں کو تین ہی شمار کرلیا جائے تو رجوع کا حق ختم ہو جائے گا جو سراسر ناانصافی ہے اور قرآنی حکم کے خلاف ہے۔

② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں جس پر انھیں شدید غم لاحق ہوا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے اسے کیسے طلاق دی تھی؟ انھوں نے کہا: میں نے اسے تین طلاقیں دی تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ایک ہی مجلس میں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں یتو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تینوں ایک ہی ہیں لہذا تم اگر رجوع کرنا چاہتے ہو تو کرسکتے ہو۔ لہذا انھوں نے رجوع کرلیا۔

[مسند احمد: ج۱ص ۲۶۵ حدیث نمبر: ۲۳۸۷]

اس حدیث کو امام ابن تیمیہؒ ، امام ابن القیمؒ اور علامہ احمد شاکرؒ نے صحیح جبکہ محدث البانیؒ نے حسن قرار دیا ہے۔ [الفتاوی ج ۳ ص ۱۸، زاد المعاد ج ۵ ص ۲۶۳ ، ارواء الغلیل ج ۷ ص ۱۴۴]

اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ''یہ حدیث اس مسئلہ میں واضح دلیل ہے اور اس میں کوئی ایسی تاویل نہیں ہوسکتی جو دیگر روایات میں ہوسکتی ہے۔'' [فتح الباری ج ۹ ص ۳۶۲]

③ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً ـ فَقَالَ عُمَرُ : إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِي أَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ ، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ)

''رسول اکرم ﷺ کے پورے عہد میں، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پورے دورِ خلافت میں اور پھر عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں (اکٹھی) تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ ایک ایسے معاملہ میں جلد بازی کرنے لگے ہیں جس میں ان کیلئے مہلت موجود تھی۔ لہذا کیوں نہ ہم اسے ان پر نافذ کر دیں! پھر انھوں نے تین طلاقوں کو تین ہی نافذ کر دیا۔'' [مسلم:۱۴۷۲]

اس حدیث سے جہاں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ابتداء میں رسول اکرم ﷺ کے عہد سے لیکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو سالوں تک تین طلاقوں کو ایک طلاق ہی شمار کیا تھا، وہاں یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکٹھی تین طلاقوں کو تین طلاقیں شمار کرنے کا جو حکم جاری کیا تھا اس کی اصل وجہ کیا تھی۔ یعنی جب تک لوگ طلاق دینے کے شرعی طریقے کے پابند تھے اس وقت تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی عہد رسالت اور عہد صدیقی میں رائج قانون کے مطابق فیصلہ کرتے ہوئے تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کرتے رہے۔ بلکہ اگر کوئی شخص بیک وقت تین طلاقیں دیتا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی پشت پر درے بھی رسید کرتے تھے۔[فتح الباری: ج ۱۱ص ۲۷۷]

کیونکہ یہ فعل شریعت میں انتہائی ناپسندیدہ تھا۔ لیکن جب لوگ کثرت سے ایسا کرنے لگے تو انھوں نے سزا کے طور پر تین طلاقوں کو تین شمار کرنے کا حکم جاری کر دیا تاکہ لوگ اس سے باز آجائیں اور طلاق کے معاملے میں غور و فکر اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ اس اقدام کی وجوہات سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آگاہ تھے اس لئے انھوں نے اس پر خاموشی اختیار کی۔

قارئین! آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ پر غور فرمائیں (فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ) "کیوں نہ ہم اسے ان پر نافذ کر دیں۔" ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکم جاری کرتے وقت یہ نہیں فرمایا کہ یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس حکم کی نسبت اپنی طرف کی۔ لہذا یہ ان کا اپنا اجتہاد تھا جو مخصوص حالات کو پیش نظر رکھ کر لوگوں کے ایک مخصوص طرزِ عمل کو روکنے کے لئے انھوں نے کیا تھا۔ بعد میں انھوں نے اپنے اِس فیصلے پر ندامت کا اظہار کیا تھا۔[اغاثة اللهفان ج ١ ص ٤٩٣]

کیا تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنا اجماعی مسئلہ ہے؟

بعض حضرات بڑے شد و مد سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیک وقت تین طلاقوں کو تین شمار کرنے کا حکم جاری کیا تب سے اس حکم پر اجماع چلا آ رہا ہے۔ اور اس سے سوائے اہلحدیثوں کے کسی اور نے اختلاف نہیں کیا!!

یہ ایک بہت بڑی علمی خیانت اور اہلحدیث حضرات کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ ہے کیونکہ:

① عہد صدیقی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں بھی تو اس بات پر اجماع تھا کہ اکٹھی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کیا جائے! تو اس اجماع کی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جاری کردہ ایک تعزیری حکم سے وہ اجماع باطل قرار پائے گا اور نا قابل عمل ہوگا؟

② اس میں کوئی شک نہیں کہ تین طلاقوں کو تین شمار کرنے کا حکم ایک خلیفۂ راشد نے جاری کیا (اگرچہ یہ حکم ایک تعزیری حکم تھا) لیکن انھیں ایک طلاق شمار کرنے کا قانون بھی تو ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے افضل ایک خلیفۂ راشد (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) ہی کے دورِ خلافت کا قانون تھا۔ پھر خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قانون کو دو سال تک درست قرار دیا۔ اسی طرح خلفائے راشدین میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کرنا تھا۔ تو بتایئے آپ کے دعوائے اجماع کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

③ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کرنے کے قائل تھے۔ لہذا اجماع کا دعوی کرنا کیسے درست مانا جائے گا!

④ تابعینؒ و تبع تابعینؒ میں سے عطاءؒ، طاوسؒ اور عمروؒ بن دینار وغیرہ بھی ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کرتے تھے۔ (فتح الباری: ج۱۱ص۲۷۸)

⑤ علمائے امت مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن القیم، حافظ ابن حجر، امام قرطبی، امام فخرالدین الرازی، امام شوکانی وغیرہ نے اس مسئلے کو اختلافی مسئلہ قرار دیا ہے۔ تو کیونکر اسے اجماعی مسئلہ تصور کرلیا جائے!

⑥ ہندوستان میں اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ احمد آباد کے زیرِ اہتمام نومبر ۱۹۷۳ء میں ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں چھ دیوبندی اور دو اہلحدیث علماء نے شرکت کی۔ اس میں ان میں سے سات نے ایک مجلس کی تین طلاقوں پر مقالے پیش کیے اور سوائے ایک کے باقی سب نے اس مسئلے کو عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہی اختلافی مسئلہ قرار دیا اور سب نے وہی موقف اختیار کیا جو اہلحدیثوں کا ہے۔ اس سیمینار کی پوری کارروائی اور اس میں پیش کیے جانے والے مقالوں کو بعد میں ایک کتاب بعنوان ''ایک مجلس کی تین طلاق، قرآن وسنت کی روشنی میں'' کی شکل میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شائع کر دیا گیا۔

⑦ مشہور بریلوی عالم پیر کرم شاہ ازہری نے ''دعوت غور وفکر'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں انھوں نے احناف کو تقلید کے بندھن سے آزاد ہو کر قرآن وسنت کی روشنی میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے اور طلاقِ ثلاثہ کے مسئلہ میں موقفِ اہلحدیث کی پُرزور حمایت اور تائید کی ہے۔

⑧ اس وقت بھی بہت سارے اسلامی ملکوں میں یہ قانون موجود ہے کہ بیک وقت تین طلاقوں کو ایک طلاق ہی شمار کیا جاتا ہے مثلاً مصر، سوڈان، اردن، شام، مغرب، عراق اور سعودی عرب وغیرہ۔

کویت کی وزارت اوقاف و مذہبی امور کا فتوی

کویت کی وزارت اوقاف و مذہبی میں فتوی کونسل سے کئی ایسے فتوے جاری ہو چکے ہیں جن میں تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کر کے خاوند کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے بیوی سے رجوع کر لے۔ مثلاً فتوی نمبر۴۴۴ میں ہے کہ ایک سائل نے سوال کیا:

میرا اپنی بیوی (سامیہ) سے کسی بات پر جھگڑا ہوا تو میں نے اس سے کہا: تمھیں طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ اور یہ پہلا موقعہ تھا جب میں نے ایسے کہا۔ تو کیا جو کچھ میں نے کہا وہ صحیح ہے اور کیا میں اب رجوع کر سکتا ہوں؟

کونسل نے جواب دیا:

''سائل نے اپنی بیوی کو جو کچھ کہا اس سے ایک ہی طلاق 'طلاق رجعی' واقع ہوئی ہے جس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے عدت کے اندر وہ رجوع کر سکتا ہے۔ اس کے بعد اسے مزید دو طلاقیں دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔ تاہم اسے نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ آئندہ طلاق کے الفاظ استعمال کرنے سے پرہیز کرے۔'' [مجموعۃ الفتاوی ج۲ص۹۴]

اسی طرح فتوی نمبر ۴۴۵ میں ہے کہ ایک سائل نے پوچھا:

میں نے اپنی بیوی کو یوں کہا: جاؤ تمھیں طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ پھر میں نے اس سے رجوع کر لیا۔ اس کے بعد دوبارہ اس سے جھگڑا ہوا تو میں نے پھر وہی کہا کہ جاؤ تمھیں طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ اب میں ایک بار پھر اس سے رجوع کرنا چاہتا ہوں۔

کونسل کا فتوی: ''پہلی اور دوسری مرتبہ اس نے جو کچھ کہا اس سے دو رجعی طلاقیں واقع ہوئیں۔ اس لئے عدت کے دوران اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ اور اب اس کے پاس ایک ہی طلاق کا حق باقی ہے۔ اگر وہ تیسری طلاق بھی دے دے تو اس کی بیوی اس کیلئے حلال نہیں ہوگی تا آنکہ وہ کسی اور آدمی سے بالکل صحیح شادی کرے (حلالہ کی نیت سے نہیں)، پھر اگر وہ اسے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو عدت گذارنے کے بعد وہ چاہے تو اپنے پہلے خاوند کی طرف (نئے نکاح کے ساتھ) لوٹ سکتی ہے۔'' [مجموعۃ الفتاوی ج۲ص۹۵]

اسی طرح فتوی نمبر ۴۵۳ اور فتوی نمبر ۴۵٦ میں بھی کونسل کا یہی جواب مذکور ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاقِ ثلاثہ کے بارے میں سعودی علمائے کرام کے فتوے

''طلاقِ ثلاثہ'' کے مسئلے میں اکثر سعودی علماء نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کر کے اس کے بعد خاوند کو رجوع کا حق حاصل ہوگا۔ سو آیئے ان علماء کے فتوے ملاحظہ کریں۔

❶ شیخ ابن باز رحمہ اللہ

"فتاوی المرأة المسلمة" میں شیخ صاحب کا تفصیلی فتویٰ موجود ہے جس کا اُردو ترجمہ ''فتاوی علامہ عبدالعزیز بن باز ص ۲۹۵'' میں یوں کیا گیا ہے:

''اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی جملہ میں تین طلاق دے دے مثلاً یہ کہے کہ: تم کو تین طلاق ہے یا تم کو تین طلاق دے دی گئی تو جمہور علماء کی رائے ہے کہ تینوں طلاقیں عورت پر واقع ہو جائیں گی اور عورت شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ اپنی مرضی سے (حلالہ کی غرض سے نہیں) کسی دوسرے آدمی سے شادی کر لے اور اسے جماع کا موقع دے۔ پھر دوسرا شوہر (اپنی مرضی سے) طلاق دے دے یا وہ مر جائے تو پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگی۔ اس کی دلیل جمہور نے یہ پیش کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر یہی حکم نافذ کیا تھا۔

اور دوسرے لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ ایک ہی طلاق ہوگی اور عورت جب تک عدت میں ہے شوہر اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ اور اگر عدت سے نکل گئی تو نکاح جدید کے ذریعے اس کو اپنے لئے حلال کر سکتا ہے۔ اور دلیل میں صحیح مسلم کی یہ روایت پیش کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانے میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہوتی تھیں۔" پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لوگوں نے ایسے ایک معاملے میں عجلت سے کام لیا جس میں ان کے لئے نرمی تھی، کاش ہم تینوں طلاقوں کو ان پر نافذ کردیں" چنانچہ انھوں نے نافذ کردیا۔ مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابوصہبا نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: "کیا عہد رسالت، عہد صدیقی اور عہد فاروقی کے ابتدائی تین سالوں میں تین طلاقیں ایک طلاق نہیں مانی جاتی تھی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا : ہاں کیوں نہیں"

ان کی دوسری دلیل مسند احمد کی روایت ہے جس کی سند جید ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ: "ابورکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی اور اس کی وجہ سے ان کو افسوس ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کو ان کے لئے حلال قرار دیا اور فرمایا کہ یہ ایک ہی طلاق ہوئی ہے۔"

ان لوگوں نے اس حدیث کو اور اس سے پہلے والی حدیث کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ ایک ہی جملہ میں تین طلاقیں دی گئی تھیں تاکہ ان دونوں حدیثوں میں اور اس آیت میں کوئی تعارض نہ رہے جس میں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ [البقرة:٢٢٩] "طلاق دو مرتبہ ہے" اور اس آیت سے بھی تعارض نہ رہے : ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ [البقرة :٢٣٠] "اگر اس نے بیوی کو طلاق دے دی تو اس کے لئے حلال نہیں ہوگی جب تک کہ وہ دوسرے شوہر سے شادی نہ کرلے"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے (ایک صحیح قول کے مطابق) اسی کو اختیار کیا ہے۔ جبکہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں ان سے یہ بھی مروی ہے کہ انھوں نے جمہور کا قول اختیار کیا ہے۔ تین طلاقوں کو ایک طلاق ماننے والوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

محمد بن اسحاق جو کہ سیرت نبوی کی مشہور کتاب المغازی کے مصنف ہیں وہ اور تابعین کی ایک جماعت بھی یہی کہتی ہے۔ اور متقدمین ومتاخرین علماء کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور میں بھی یہی فتوی دیتا ہوں اس لئے کہ اس میں تمام دلائل پر عمل ہو جاتا ہے اور اس میں مسلمانوں کے ساتھ رحمت وشفقت اور نرمی کا پہلو بھی ہے۔''

❷ اہم سعودی علماء کی فتوی کونسل

حقیقت یہ ہے کہ سعودیہ کے چند اہم علماء پر مشتمل تحقیقاتی کونسل کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش ہوا اور ان علماء نے اس میں تحقیق کی تو اس کمیٹی کے پانچ اہم علماء نے جو فیصلہ لکھا اس کے ابتدائی الفاظ کچھ یوں ہیں:

(الحمد لله والصلاة والسلام على رسوله وآله ، وبعد: فنرى أن الطلاق الثلاث بلفظ واحد طلقة واحدة)

ترجمہ: حمد الٰہی اور اللہ کے رسول اور ان کی آل پر درود وسلام کے بعد: ہمارا موقف یہ ہے کہ ایک لفظ سے تین طلاقیں ایک طلاق ہی ہے۔'' [أبحاث هيئة كبار العلماء: ج ١ ص ٤١٦]

پانچ علماء یہ تھے: شیخ ابن باز، شیخ عبد الرزاق عفیفی، شیخ عبد اللہ خیاط، شیخ راشد بن حنین،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ محمد بن جبیر رحمهم الله جميعا۔

③ الشیخ عبداللہ بن عقیل رحمہ اللہ

موصوف ایک سوال جو کہ ''طلاق ثلاثہ'' کے متعلق تھا کے جواب میں رقمطراز ہیں:

”وأما سؤالك عن الراجح فى مسألة الطلاق الثلاث لكلمة أو لكلمات فقد تقرر وتكرر أننا نعتقد صحة ما رجّحه شيخ الاسلام فيها للوجوه الكثيرة التى بينها الشيخ وابن القيم“ [الأجوبة النافعة عن المسائل الواقعة :٩٣]

ترجمہ: ''رہا آپ کا یہ سوال کہ ایک لفظ سے یا کئی الفاظ سے تین طلاقوں کے مسئلے میں کیا راجح ہے؟ تو ہم پہلے بھی کئی بار اظہار کر چکے ہیں کہ ہم کئی وجوہات کی بناء پر اُس موقف کو صحیح سمجھتے ہیں جسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے اور انھوں نے اوران کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ نے اس کے کئی دلائل ذکر کیے ہیں۔''

④ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن البسام رحمہ اللہ

موصوف نے ''بلوغ المرام'' کی شرح توضیح الاحکام ج۵ص۱۸ میں اس مسئلے پر تفصیلی بحث کی ہے۔سب سے پہلے جمہور علماء کا مذہب اوران کے دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ترجمہ: ''علماء کی ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ ایک لفظ یا کئی الفاظ سے دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق ہی واقع ہوگی۔اور یہ مذہب کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ،تابعین اور اتباع مذاہب سے مروی ہے۔چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ،ابن عباس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ ، علی رضی اللہ عنہ ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اس مذہب کے قائل ہیں۔

اور تابعین میں سے طاوس، عطاء، جابر بن زید، عبداللہ بن موسیٰ، محمد بن اسحٰق رحمہم اللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اکثر شاگردوں نے یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔

اور اتباعِ مذاہب میں سے داود اور ان کے شاگردان، امام ابوحنیفہ کے بعض شاگرد، امام مالک کے بعض شاگرد، امام احمد بن حنبل کے بعض شاگرد، اسی طرح المجد عبدالسلام بن تیمیہ اور ان کے پوتے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور پھر ان کے شاگرد جن میں امام ابن القیم سرفہرست ہیں جنھوں نے اپنی دونوں کتابوں "زاد المعاد" اور "اِغاثة اللهفان" میں اس مسئلے پر طویل بحث کی ہے اور مخالفین کے دلائل کا تسلی بخش جواب دیا ہے۔"

اس کے بعد شیخ بسام رحمہ اللہ نے جمہور کے دلائل کا جواب دیا ہے۔ اور وہ جو عملِ صحابہ کو دلیل بناتے ہیں اس کے متعلق لکھتے ہیں:

ترجمہ: "رہا عملِ صحابہ سے استدلال تو آپ بتایئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کون پیروی کا زیادہ حق دار ہے؟ جب کہ ہم کہتے ہیں کہ ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ تو آپ ﷺ کی وفات تک سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین طلاقوں کو ایک شمار کرتے تھے۔ پھر عہد صدیقی میں بھی یہی حال تھا، پھر عہد فاروقی کے ابتدائی سالوں میں بھی ایسا ہی رہا۔ اس کے بعد تین کو تین شمار کیا جانے لگا جس کا سبب ہم بیان کر چکے ہیں۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے تک جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین کو ایک تصور کرتے تھے۔ لہذا تین کو تین شمار کرتے ہوئے عمل صحابہ کو دلیل بنانا درست نہیں کیونکہ عہد صدیقی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جس بات پر اجماع تھا وہ اس کے خلاف ہے۔''

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی توجیہ بیان کرتے ہوئے الشیخ البسام رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

ترجمہ: ''جہاں تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کا تعلق ہے تو ہم ان کے متعلق اور ان کے ساتھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ انھوں نے جان بوجھ کر ایسا عمل کیا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وجود نہیں تھا، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ انھوں نے جب لوگوں کو دیکھا کہ وہ بکثرت تین طلاقیں اکٹھی دینے لگ گئے ہیں جو کہ حرام ہے تو انھوں نے لوگوں کو سبق سکھلانے کے لئے بطور تعزیر تین طلاقوں کو نافذ کر دیا اور آپ کا یہ عمل اجتہادی تھا۔ اور اجتہاد اختلافِ زمان ومکان کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اس کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہوتی جو تبدیل نہ ہو سکے۔ لازم اور ناقابل تبدیل حکم وہی ہے جو کہ ابتداءً اس مسئلے میں موجود تھا۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلالہ......ایک ملعون فعل

جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں اپنے اپنے وقت پر دے دے تو اس کے بعد رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے۔ اور دوبارہ ان دونوں کے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے کی کوئی شکل باقی نہیں رہتی۔ ہاں اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ عورت اپنی مرضی سے کسی اور آدمی سے شادی کرے۔ پھر وہ اپنی مرضی سے اسے طلاق دے یا فوت ہو جائے تو عدت گذارنے کے بعد یہ عورت اگر چاہے تو دوبارہ اپنے پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾[البقرة:230]

”پھر اگر وہ (تیسری بار) اسے طلاق دے دے تو اب وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا کسی دوسرے سے (شرعی) نکاح نہ کرے (حلالہ کیلئے نہیں۔) پھر اگر وہ بھی اسے (اپنی مرضی سے) طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ انھیں یقین ہو کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں جنھیں وہ جاننے والوں کیلئے بیان کر رہا ہے۔“

بعض حضرات جو اکٹھی تین طلاقوں کو تین شمار کر کے خاوند کو اپنی بیوی کی طرف رجوع کے حق سے محروم کر دیتے ہیں انھوں نے اسی آیت کا سہارا لے کر حلالے جیسی لعنت کا دروازہ کھول

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا ہے ! حالانکہ اس میں مطلقہ عورت کے دوسرے آدمی کے ساتھ شرعی نکاح کا ذکر ہے جو کہ اس کی شرائط اور آداب وغیرہ کا لحاظ کرتے ہوئے ہی ہونا چاہیئے ۔ نہ کہ حلالہ کی نیت کے ساتھ ۔ کیونکہ حلالہ ایک ملعون فعل ہے اور وہ کام جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق ملعون ہے اور اسے کرنے اور اس کا کروانے والا لعنت کا مستحق ہے اسے کس طرح جائز قرار دینے کی جسارت کی جاسکتی ہے!

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

(لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ) [ابوداؤد:۲۰۷۸۔ صححه الألبانی]

''اللہ کی لعنت ہو حلالہ کرنے والے پر اور اس پر جس کیلئے حلالہ کیا جائے ۔''

جبکہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے پوچھا:

(أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ ؟)

''کیا میں تمھیں کرائے پر لئے ہوئے سانڈ کے بارے میں نہ بتاؤں؟''

لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیوں نہیں، ضرور بتایئے ۔ تو آپ نے فرمایا:

(هُوَ الْمُحَلِّلُ ، لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ)

'' وہ حلالہ کرنے والا ہے ۔ لعنت ہو اللہ تعالی کی حلالہ کرنے اور کروانے والے دونوں پر ۔'' [ابن ماجہ:۱۹۳۶۔ صححه الألبانی]

اور اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

(لَا أُوْتٰى بِمُحَلِّلٍ وَلَا بِمُحَلَّلٍ لَهُ إِلَّا رَجَمْتُهُمَا)

''اگر میرے پاس حلال کرنے اور کروانے والے کو لایا جائے تو میں ان دونوں کو رجم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرونگا۔“ [الاستذکار لابن عبد البر: ج۵ص۴۵۰]

جو لوگ اس ملعون فعل کو جائز قرار دیتے ہیں ان سے پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ بے غیرتی نہیں کہ آپ اپنی بیٹی یا بہن کو ایک دو راتوں کیلئے کسی آدمی کے پاس بھیج دیں تا کہ وہ اس کا حلالہ کر دے! اور یہ بھی بتایا جائے کہ جو خاتون خاوند کے غصے کی بھینٹ چڑھ گئی اس کا قصور کیا ہے کہ اس کو اس طرح ذلیل کیا جائے؟ طلاق دے خاوند اور حلالہ کروائے بیوی! یہ بڑی عجیب منطق ہے۔

ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے اُس شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں، پھر اس کے بھائی نے اس سے شادی کر لی تا کہ وہ اسے اپنے بھائی کیلئے حلال کر دے۔ کیا وہ پہلے شخص کیلئے حلال ہو جائے گی؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں۔ ہاں اگر وہ اپنی رغبت کے ساتھ نکاح کرتا (حلالہ کی نیت سے نہیں) تو وہ حلال ہو سکتی تھی۔ ہم اِس فعل کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں زنا تصور کرتے تھے۔ [رواہ الحاکم والبیهقی ۔ وصححه الألبانی فی الإرواء: ج۶ص۳۱۱]

اِس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حلالہ کی نیت سے نکاح کرنا اور پھر اُس عورت سے صحبت کرنا زنا ہے۔ والعیاذ باللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلع کی اہمیت وضرورت

اگر کسی شرعی عذر کی بناء پر بیوی خاوند کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو وہ پورا حق مہر یا اس کا کچھ حصہ خاوند کو واپس کر کے اس سے طلاق لے سکتی ہے۔

''شرعی عذر'' کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً:

① خاوند حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہ ہو۔

② خاوند بلا عذر بیوی کو تنگ کرتا ہو، اسے بلا وجہ مارتا ہو، گالی گلوچ کرتا ہو اور اس نے اس کا جینا حرام کر دیا ہو۔

③ خاوند بیوی کے درمیان ناچاقی ہونے کے بعد صلح کی تمام کوششیں ناکام ہو چکی ہوں اور خاوند نہ تو اسے اپنے ساتھ رکھنے پر تیار ہو اور نہ ہی اسے طلاق دینے پر آمادہ ہو۔

④ خاوند بیوی کو غیر شرعی کام کا حکم دیتا ہو اور سمجھانے کے باوجود باز نہ آ رہا ہو۔

⑤ خاوند کسی خطرناک اور متعدی مرض میں مبتلا ہو اور اس میں بیوی کے مبتلا ہونے کا شدید خطرہ ہو۔

⑥ خاوند طویل عرصے تک اپنی بیوی سے دور رہتا ہو جس کے دوران بیوی کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو۔

⑦ خاوند استطاعت کے باوجود اپنی بیوی کے جائز اخراجات پورے نہ کرتا ہو۔

⑧ خاوند بے دین ہو، اسلام کے فرائض میں شدید غفلت کرتا ہو اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہو اور بار بار نصیحت کے باوجود وہ راہِ راست پر آنے کو تیار نہ ہو۔

⑨ بیوی کو خاوند سے شدید نفرت ہو اور وہ اس کے ساتھ رہنے پر بالکل آمادہ نہ ہو۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑩ دونوں کے مزاج میں اس قدر اختلاف ہو کہ ان کا آپس میں نباہ ممکن نہ ہو۔

اس طرح کے شرعی اعذار کی موجودگی میں بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خاوند سے لیا ہوا حق مہر (پورا یا کچھ حصہ، جتنے پر اتفاق ہو) واپس کر دے اور اس سے طلاق لے لے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ [البقرة:۲۲۹]

"ہاں اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی حدود کی پابندی نہ کر سکیں گے تو پھر عورت اگر کچھ دے دلا کر اپنی گلوخلاصی کرا لے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔"

اس سلسلے میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا قصہ بہت مشہور ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ اور وہ اِس طرح ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور انھوں نے اپنے خاوند کی شکایت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس کا باغ اسے واپس کر دو گی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اپنا باغ واپس لے لو اور اسے طلاق دے دو۔" [البخاری۔ الطلاق باب الخلع :۵۲۷۳]

خواتین کو یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ وہ کسی شرعی عذر کی بناء پر ہی خلع لے سکتی ہے۔ ورنہ اگر وہ بغیر کسی معقول عذر کے خلع کا مطالبہ کریں گی تو انھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صحیح حدیث کے مطابق جنت کی خوشبو تک نصیب نہ ہو گی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (أَيُّمَا امْرَأَةٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ لَمْ تَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ) [ترمذی:۱۱۸۶۔ وصححه الألبانی]

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو عورت اپنے خاوند سے بغیر کسی عذر کے خلع لے تو وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گی۔"

کوئی بھی خاتون جب اپنے خاوند سے خلع کا مطالبہ کرے اور اس کا خاوند اِس پر آمادہ نہ ہو تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ عدالت سے رجوع کرے اور اس کے حکم پر اس سے خلع لے لے۔ خلع لے کر وہ خاتون ایک حیض تک انتظار کرے، پھر وہ چاہے تو کسی اور آدمی سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر کسی اور آدمی سے نکاح کرنے سے پہلے ہی ان کے مابین مفاہمت ہو جائے اور وہ دونوں ایک بار پھر بطور خاوند بیوی زندگی بسر کرنے پر راضی ہو جائیں تو مہر و نکاح جدید کے ساتھ وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدت کے احکام

'عدت' سے مراد وہ مدت ہے جس میں طلاق یافتہ عورت کو یا جس کا خاوند فوت ہو جائے یا جو خلع لے لے انتظار کرنا پڑتا ہے تا کہ حمل کی صورتحال واضح ہو جائے اور اس کے بعد اگر وہ کسی دوسرے آدمی کے ساتھ شادی کرنا چاہے تو کر سکے۔

'عدت' کی مشروعیت میں کئی حکمتیں ہیں:

① ایک تو یہ پتہ چل جائے کہ عورت حاملہ ہے یا نہیں تا کہ کسی بچے کی نسبت میں اختلاف نہ ہو۔

② دوسرا یہ کہ طلاق رجعی میں طلاق دینے والے کو رجوع کیلئے مہلت مل جائے۔

③ زوجین کے مابین تعلقات کا تقدس برقرار رہے اور مہلت وانتظار کے بعد ہی وہ کوئی اور فیصلہ کر سکیں۔

④ اگر عورت حاملہ ہو تو اس کے حمل کی حفاظت ممکن ہو سکے۔

عدت کی اقسام:

① کسی عورت سے نکاح کے بعد اگر اس کے خاوند نے اس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو اور اس سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اُس مطلقہ عورت کی عدت نہیں ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا نَكَحْتُمُ ٱلْمُؤْمِنَـٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾[الأحزاب:49]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! جب تم مومنہ عورتوں سے نکاح کرلو، پھر ان سے صحبت کرنے سے پہلے ہی انھیں طلاق دے دو تو ان پر تمھاری طرف سے کوئی عدت ضروری نہیں ہے جس کی تم گنتی کرو۔ لہٰذا تم انھیں کچھ دے دو اور خوش اسلوبی کے ساتھ انھیں چھوڑ دو۔"

② اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت وضعِ حمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق:۴]

"اور حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جنم دیں۔"

③ وہ عورت جس کو حیض آتا ہو اور اس کا خاوند اسے طلاق دے دے تو اس کی عدت تین قُرُوء یعنی تین حیض یا تین طہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ [البقرۃ:۲۲۸]

"اور مطلقہ عورتیں تین حیض گزر جانے تک انتظار کریں۔"

④ جو عورت عمر رسیدہ ہو اور اس کی ماہواری رک چکی ہو یا وہ کم سن ہو اور ابھی اس کو حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ﴾ [الطلاق:۴]

"اور تمھاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں، اگر تم (ان کی عدت کے بارے میں) شک میں پڑ جاؤ تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ اور ان عورتوں کی بھی جنھیں ابھی حیض نہ آیا ہو۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ جس عورت نے خلع لے لیا ہو اس کی عدت ایک ہی حیض ہے۔

⑥ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا﴾ [البقرۃ:۲۳۴]

''اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور اپنے پیچھے اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار ماہ دس دن کی عدت گذاریں۔''

تاہم جو عورت اپنے خاوند کی وفات کے وقت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضعِ حمل ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کو وضعِ حمل کے بعد شادی کی اجازت دے دی تھی حالانکہ ابھی ان کے خاوند کی وفات کو چالیس روز ہی گذرے تھے۔[متفق علیہ]

عدت گذارنے کی جگہ

جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو وہ اپنی عدت اپنے خاوند کے گھر میں ہی گذارے گی۔ اس کا خاوند اس کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اسے گھر سے نکالے۔ اِلا یہ کہ وہ بے حیائی کا ارتکاب کرے۔

وہ عورت جس کو طلاق بائن (بینونہ کبری) ہو چکی ہو تو وہ اپنی عدت اپنے خاوند کے گھر میں نہیں بلکہ اپنے والدین یا بھائیوں کے ہاں گذارے گی۔ اس کا نان ونفقہ خاوند کے ذمے نہیں ہو گا۔ ہاں اگر وہ حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس کا نان ونفقہ خاوند کے ذمے ہی ہوگا۔ اسی طرح جو عورت خلع لے چکی ہو وہ بھی اپنے والدین یا بھائیوں کے ہاں عدت گذارے گی۔

جس عورت کا خاوند فوت ہوا ہو اسے اپنے خاوند کے گھر میں ہی عدت گذارنی چاہئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم اگر وہ کسی عذر کی بناء پر اپنے والدین کے گھر جا کر عدت گذارنا چاہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه أجمعين

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری اعلان

لڑکوں اور لڑکیوں کے مناسب رشتوں کیلئے ہم سے رابطہ کریں۔

رابطہ: مغرب تا عشاء

حاجی محمد انور شاہد : 0311-4520136

حافظ محمد اکرام : 0311-4520137

حاجی محمد رفیق صابر: 0300-8122950

حاجی بشیر احمد : 0311-4520140

مسجد علی المرتضی، نور روڈ، صدیقیہ کالونی، بادامی باغ، لاہور۔

فون نمبر: 37281350

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ